معارف السنة

من صحیح الامام البخاریؒ (النصف الاخیر)

”استاد محترم نے فرمایا“

جامعہ دار العلوم کراچی میں درس بخاری ۱۴۳۶ھ (از کتاب المغازی تا آخر کتاب)
کے دوران استاذ الحدیث مولانا مفتی محمود اشرف صاحب حفظه الله ورعاه
کے ارشاد فرمودہ گرانقدر علمی اور عملی جواہر پارے

جمع

مولوی امتیاز علی صاحب،
فاضل دورۂ حدیث ۱۴۳۶ھ

ترتیب وتخریج

مولوی حسین احمد سیف صاحب،
فاضل تخصص فی الفقہ والافتاء ۱۴۳۶ھ

ادارہ اسلامیات
کراچی - لاہور

نام کتاب	:	''استاد محترم نے فرمایا''
باہتمام	:	اشرف برادران سلّمہم الرحمٰن
پہلا ایڈیشن	:	شوال ۱۴۳۶ھ مطابق اگست ۲۰۱۵ء



طلب فرمایئے

ادارۃ اسلامیات
موہن روڈ، چوک اردو بازار کراچی۔
فون نمبر: 021-32722401

ادارۃ اسلامیات
انارکلی، لاہور۔ پاکستان۔
فون نمبر: 042-3753255

ادارۃ اسلامیات
دینا ناتھ مینشن مال روڈ۔ لاہور۔
فون نمبر: 042-37324412

ملنے کے پتے

بیت العلوم: ۲۰ نابھہ روڈ۔ لاہور
ادارۃ المعارف: احاطہ جامعہ دار العلوم کراچی 75180
مکتبہ معارف القرآن: احاطہ جامعہ دار العلوم کراچی 75180
مکتبہ دار العلوم کراچی: جامعہ دار العلوم کراچی
دار الاشاعت: ایم اے جناح روڈ کراچی نمبر 1
بیت القرآن: اردو بازار۔ کراچی نمبر 1
بیت الکتب: نزد اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک نمبر 2۔ کراچی
ادارۂ تالیفات اشرفیہ: بیرون بوہر گیٹ۔ ملتان شہر
ادارۂ تالیفات اشرفیہ: جامع مسجد تھانیوالی، ہارون آباد۔ بہاولنگر

تقریظ

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم
شیخ الحدیث ونائب صدر جامعہ دارالعلوم کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفىٰ

علوم دین کی تدریس میں جہاں علم کو طلبہ تک منتقل کرنے کی اہمیت ہے، وہاں ان کے مزاج ومذاق اور طرزِ عمل کی تربیت کی اہمیت اور زیادہ ہے، کیونکہ علم کا اصل مقصود عمل ہے۔ الحمدللہ، برادرزادۂ عزیز ومکرم مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے تدریس کے ساتھ طلبہ کی تربیت اور ذہن سازی کا خاص ذوق عطا فرمایا ہے جو انہیں اکابر سے ورثے میں ملا ہے اور جس کا مشاہدہ ہر سال طلبہ کرتے رہتے ہیں۔ انہی میں سے دو ہونہار طلبہ نے ان کے اصلاحی اور تربیتی پیغامات کو جو وہ درس کے دوران دیتے رہے ہیں، ایک کتابچے کی شکل میں جمع فرمادیا ہے، بندہ ان کے مطالعہ سے بہرہ اندوز ہوا، اور خود بندہ کو اس کا فائدہ ہوا۔ عزیز مرتبین نے ساتھ ساتھ مستند حوالے بھی درج کردیئے ہیں۔ امید ہے کہ انشاء اللہ یہ دین کی صحیح فہم اور جذبۂ عمل پیدا کرنے میں نہایت مفید ہونگے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو نافع ومفید بنائیں۔ آمین۔ وباللہ التوفیق

بندہ

محمد تقی عثمانی عفی عنہ

۱۹/رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ

پیش لفظ

از حضرت مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی صاحب مدظلہم

استاذ الحدیث جامعہ دار العلوم کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہٖ وصحبہ اجمعین

جو رسالہ اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے اس کی نسبت اگرچہ احقر کی طرف ہے لیکن اس میں زیادہ تر حدیث پاک سے حاصل ہونے والے فوائد اور اپنے اکابر رحمہم اللہ کے ملفوظات یا چند واقعات ہیں جنہیں دورہ حدیث کے ایک ساتھی نے جمع کر دیا ہے۔

احقر کے لئے بہت شرف وسعادت اور قلبی سکینت وطمانیت کی بات یہ ہے کہ احقر کے محسن ومشفق ومربی، شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم ودامت برکاتہم نے کمال شفقت کے ساتھ اسے ملاحظہ فرمایا، دوجگہ نظر ثانی کا مشورہ دیکر خود اپنے قلم سے اس پر تقریظ تحریر فرمادی جو احقر کے لئے بڑی سعادت کی بات ہے، الحمد للہ علیٰ ذلک جس کے بعد احقر کو اس کی اشاعت پر اطمینان ہوگیا فجزاھم اللہ تعالیٰ خیراً ومدّ اللہ ظلھم العالی بالصحۃ والعافیۃ۔ اللہ تعالیٰ حضرت مدظلہم کی دعا قبول فرما کر اس رسالہ کو نافع اور مفید بنادیں۔ آمین

احقر محمود اشرف غفر اللہ لہٗ

۲۰ رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ

۸ جولائی ۲۰۱۵ء

تعارف

از مولوی حسین احمد سیف صاحب و مولوی امتیاز علی صاحب

فاضلان جامعہ دار العلوم کراچی ۱۴۳۶ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم:

امابعد۔۔ حضرت استاد محترم مولانا مفتی محمود اشرف صاحب مدظلہ العالی کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں، جامعہ دار العلوم کراچی کا تقریباً ہر فرد استاد محترم کے ملفوظات وارشادات سے مستفید ہوتا ہے، تدریس ہو یا درس قرآن، جمعہ کا بیان ہو یا اصلاحی وعظ، علمی باریکیوں، عمل کی معتدل راہوں کی طرف رہنمائی پر مشتمل عظیم ذخیرہ ہوتا ہے۔

دورہ حدیث میں استاد محترم کا سبق انتہائی اہمیت کا حامل ہے، یہ سبق جہاں علمی باریکیوں، نکتہ رس علمی نوٹ، مرض کی تشخیص اور اس کی اصلاح کے مؤثر ترین نسخوں پر مشتمل ہوتا ہے، وہاں سبق میں نورانیت اتنی نمایاں ہوتی ہے کہ ہر طالب علم حدیث شریف کے نور کو اپنے دل میں اترتا ہوا محسوس کرتا ہے، پورا گھنٹہ ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے پلک جھپکنے کی دیر ہو، جب گھنٹی بجتی ہے، تو افسوس ہوتا ہے کہ گھنٹہ ختم کیوں ہوا!

دورہ حدیث سے قبل طالب علم اپنے جذبات ونظریات، اعمال وحرکات میں افراط وتفریط کا شکار ہوتا ہے، یا تو دین کے کسی ایک شعبے کو پورا دین سمجھ کر اسی میں کامیابی کو منحصر سمجھتا ہے اور دوسرے شعبہ ہائے دین سے منسلک افراد پر تنقید کرتا ہے، یا معاشرے سے بے خبر صرف اپنی نیکی کا قائل ہوتا ہے، جس میں نہ بھائی بہن کا خیال نہ والدین ودیگر اعزہ واقرباء کے حقوق کی ادائیگی کا کوئی خیال خاطر میں لاتا ہے، یا تجارت ومعاملات کو دین سے

خارج دنیاداری سمجھتا ہے، غرض افراط وتفریط کی مہلک ترین ہواؤں کا شکار ہوتا ہے، اور بد قسمتی سے اسی کو دین سمجھتا ہے، مگر جب دورہ حدیث میں پہنچتا ہے تو فضا میں نمایاں تبدیلی محسوس کرتا ہے۔

طلبہ کے اعتقادی اور عملی امراض کو سمجھنا، پھر انتہائی مستعدی سے بروقت اس کا علاج اور معتدل راہ کی جانب رہنمائی میں اللہ تعالیٰ نے استاد محترم کو وہ ملکہ عطا فرمایا ہے کہ وہ استاد محترم کے ساتھ ہی خاص ہے۔ شروع شروع میں معتدل باتوں سے افراط وتفریط کا شکار طلبہ بہت نامانوس ہوتے ہیں، لیکن کچھ ہی دنوں بعد استاد محترم کے رنگ میں رنگ جاتے ہیں، پھر کوئی جملہ ایسا نہیں ہوتا جس پر استاد محترم کو دعائیں نہ نکلتی ہوں، ملفوظات کی کمپوزنگ کے دوران کئی دفعہ ایسا بھی ہوا کہ خوشی اور جذبات میں اچھل پڑا، اور بے حساب دعائیں دل کی گہرائیوں سے نکلیں، ہمارے حال کے بالکل مناسب استاد محترم کا ایک ملفوظ یہاں نقل کرنا بالکل موزوں ہے، فرمایا:

"اگر فقہاء نہ ہوتے تو لوگ دین کو بہت خراب کر چکے ہوتے"

استاد محترم! اگر آپ سے استفادہ نہ کیا ہوتا، آپ کے ملفوظات اپنے سینے میں بھر نہ لیے ہوتے، آپ کے ارشادات نہ سنے ہوتے، آپ کے آگے سر تسلیم خم نہ کیا ہوتا، تو نہ جانے ہم کس کس چیز کو دین سمجھ بیٹھتے، اعتدال کی راہوں سے ہٹ کر افراط وتفریط کے مہیب ومہلک گڑھوں میں گر چکے ہوتے، فجزاکم اللہ خیراً فی الدنیا والاخرۃ۔

استاد محترم ایسے انداز میں اصلاح اور اعتدال کی جانب رہنمائی فرماتے ہیں، کہ گویا ایک مرض شناس طبیب ہے جو ہر ہر مرض کو جان کر اس کی جڑ تک پہنچ جاتا ہے، پھر ایسا نسخہ تجویز کرتا ہے کہ مرض کافور ہو جاتا ہے۔

استاد محترم کا سبق انتہائی دلچسپ ہوتا ہے، شاذ ونادر ہی کوئی سبق کسی طالب علم سے رہ جاتا ہو، یہی وہ سبق ہے جو دورہ حدیث سے فارغ ہونے کے بعد سب اسباق سے نمایاں طور پر یاد آتا ہے، استاد محترم کے ملفوظات حتی کہ انداز گفتگو تک ذہن میں راسخ ہو جاتا ہے، ایسے میں اگر کہیں سے استاد محترم کا کوئی ملفوظ پڑھنے کو مل جائے تو ذہن میں سبق کا پورا نقشہ

گھوم جاتا ہے، یقیناً استاد محترم کے اقوال اور ملفوظات سے اتنا فائدہ ہوتا ہے کہ شاید کسی اور سبق سے اتنا زیادہ فائدہ ہوتا ہو۔

خدا یاد آئے جن کو دیکھ کر وہ نور کے پتلے　　نبوت کے یہ وارث ہیں یہی ہیں ظلِ رحمانی

جو ہوں یہ اپنی خلوت میں تو جلوت کا مزہ پائیں　　جو آئیں اپنی جلوت میں تو ساکت ہو سخن دانی

انہی کی شان کے زیبا نبوت کی وراثت ہے　　انہی کا کام ہے دینی مراسم کی نگہبانی

ہر طالب علم اپنے طور پر استاد محترم کے اقوال وملفوظات جمع کرتا ہے، ہر ایک کا اپنا اپنا انداز ہے، مگر زیر نظر ملفوظات چند خصوصیات کے باعث بہت اہمیت کے حامل ہیں، کیونکہ ان ملفوظات کے جمع وترتیب میں درج ذیل باتوں کا خیال رکھا گیا ہے۔

---استاد محترم نے جو قول جس آیت یا حدیث کے تحت فرمایا اس آیت اور حدیث کو مکمل یا فقط محل استشہاد کو نمایاں طور پر ذکر کیا گیا ہے۔

---احادیث زیادہ تر بخاری شریف سے ذکر کی گئی ہیں، البتہ کہیں کہیں صحیح مسلم، ابوداؤد مشکاۃ شریف سے بھی استنباط کیا گیا ہے۔

---کچھ ملفوظات اپنے تجربہ اور اکابرین علماء دیوبند رحمہم اللہ کے اقوال کی روشنی میں استاد محترم نے بیان فرمائے ہیں، اسلئے ان کا کہیں محل استشہاد ذکر کیا گیا ہے اور کہیں پر نہیں۔

---بخاری شریف کے اس نسخہ کو پیش نظر رکھا گیا ہے جو قدیمی کتب خانہ سے شائع شدہ ہے تاکہ مرجع کی طرف مراجعت میں آسانی ہو۔

---کہیں کہیں استاد محترم کے ملفوظ کی مناسبت سے کوئی شعر یا جملہ وغیرہ بھی نقل کر دیا گیا ہے۔

---ان تمام ملفوظات پر استاذ محترم نے نظر ثانی فرمائی ہے، اور ان کی تیاری کے مراحل استاذ محترم کے مشورہ سے طے ہوئے ہیں، **فللہ الحمد علی ذالک**۔

استاذ محترم کا شکریہ کن الفاظ میں ادا کریں؟ استاذ محترم نے ہماری اس حقیر کاوش کو نہ

صرف قدر کی نگاہ سے دیکھا اور حوصلہ افزائی فرمائی، بلکہ اپنے قیمتی اوقات نکال کر مسودہ کی اصلاح فرمائی، یقیناً مسودہ میں اتنی غلطیاں تھیں کہ استاذ محترم نے جب تصحیح کے بعد مسودہ واپس فرمایا، تو دیکھ کر خود کو شرم آئی کہ استاذ محترم کا اتنا قیمتی وقت ہمارے اغلاط کی تصحیح میں لگا، اسی وجہ سے استاذ محترم نے ایک ایک مسودہ کو دو دو بار بلکہ تین بار بھی دیکھا، اور تصحیح و ترمیم فرمائی، اور اہم مقامات میں حدیث پاک، کتاب کا حوالہ اور صفحہ نمبر بھی درج فرمایا، اور اس کاوش کیلئے اپنے دست مبارک سے نام "معارف السنة من صحيح البخاری" تجویز فرمایا، اس احسان کا شکریہ ادا کرنے سے الفاظ قاصر ہیں، یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے دل کے احساسات وجذبات سے باخبر ہے، انہی کی بارگاہ میں دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ استاذ محترم کو دنیا و آخرت کی بھلائیاں نصیب فرمائے، ہر قسم کی آفات وشرور سے محفوظ فرمائے، قدم قدم پر آسانیاں اور سہولتیں مقدر فرمائے، اور ان علمی و عملی جواہر پاروں کو ہر خاص و عام کیلئے نافع بنائے اور استاذ محترم کیلئے ذخیرہ آخرت بنادے، آمین۔

حسین احمد سیف و امتیاز علی
متعلمان بجامعہ دارالعلوم کراچی
یکم۔شعبان المعظم۔۱۴۳۶ھ
۲۱/مئی۔۲۰۱۵ء



بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب المغازی

۱۔۔۔اعمال صالحہ میں اصل وہ عمل ہے جو موقع کے مناسب ہو اور اللہ تعالیٰ کو بھی پسند ہو۔ لقولہ تعالی ﴿وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ﴾ (الأحقاف:۱۵)



۲۔۔۔کسی نفلی عمل کے واسطے اپنی شرعی ذمہ داری نہیں چھوڑنی چاہیے۔ لقولہ تعالی ﴿إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا﴾ (النساء:۵۸)



۳۔۔۔خوش ہونا، غمگین ہونا، طبعی پریشانی ہو جانا، انسان ہونے کی صفت ہے، یہ تقوی کے خلاف نہیں ہے۔ لقولہ تعالی:

﴿هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا﴾ (الأحزاب:۱۱)



۴۔۔۔کبھی افضل کے بجائے مفضول پر عمل موقع کے مناسب ہوتا ہے اور اس وقت میں وہی اللہ تعالیٰ کو پسند ہوتا ہے، جیسے افضل الذکر لا الہ الا اللہ ہے مگر خطبہ کے وقت یا آپ کیلئے درس بخاری میں خاموش رہ کر سننا موقع کے مناسب اور اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔

لما فی صحیح البخاری أن أبا هريرة، أخبره :أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:" إذا قلت لصاحبك يوم الجمعة:

أنصت، والإمام یخطب، فقد لغوت.'' (جلد ا ص ۱۲۷)

۵۔۔۔ بزرگوں سے مشورہ کرنا افضل ہے، بزرگ نہ ہوں تو اپنے ہم عصر بلکہ اپنے چھوٹوں سے مشورہ کرنا چاہیے۔ لقولہ تعالیٰ

﴿فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾ (آل عمران: ۱۵۹)



۶۔۔۔ اپنی بیوی کا حق خود ادا کرنا چاہیے، بہن بھائیوں یا بچوں پر نہیں چھوڑنا چاہیے جیسے حج عمرہ وغیرہ۔



۷۔۔۔ دنیا دنیا ہے، یہ جنت نہیں ہے، یہاں مشکلات مسلمانوں پر بھی آئیں گی اور کافروں پر بھی، مگر مسلمان کیلئے مشکلات مغفرت اور رفع درجات کا باعث ہیں۔

لقول رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "الدنیا سجن المؤمن، وجنة الکافر" صحیح مسلم (۲۲۷۲/۴) کتاب الزهد والرقائق



۸۔۔۔ کسی بھی دینی محنت کے ساتھ حلال رزق کیلئے دنیا کا کچھ کام بھی کرنا چاہیے، تاکہ دوسروں کی جیبوں کی طرف نظر نہ جائے، اور اپنی ضروریات کے معاملے میں بے فکر ہوں، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ دوسروں کو اسی کی تلقین فرماتے تھے۔

لقول رسول اللہ: ﷺ عن عبد اللہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "طلب کسب الحلال فریضة بعد الفریضة" (السنن الکبری للبیهقی (۲۰۹/۶) باب کسب الرجل وعمله بیده)



۹۔۔۔ کسی مصلحت کی وجہ سے اگر اردو یا عربی میں کسی دوسری زبان کا لفظ استعمال کیا جائے، تو یہ تقوی کے خلاف نہیں ہے، قرآن وحدیث میں غیر عربی الفاظ گاہے بگاہے استعمال ہوئے ہیں۔

قال في الإتقان في علوم القرآن وقال غيره: بل كان للعرب العاربة التي نزل القرآن بلغتهم بعض مخالطة لسائر الألسنة في أسفارهم فعلقت من لغاتهم ألفاظا غيرت بعضها بالنقص من حروفها واستعملتها في أشعارها ومحاوراتها حتى جرت مجرى العربي الفصيح ووقع بها البيان وعلى هذا الحد نزل بها القرآن.

(جلد ۲ ص ۱۲۵)



۱۰۔۔۔جذباتی باتیں کچھ اور ہوتی ہیں اور زمینی حقائق کچھ اور ہوتے ہیں۔

۱۱۔۔۔لمبے چوڑے دعوے نہیں کرنے چاہییں، حضرت اقدس حاجی محمد شریف صاحب قدس اللہ سرہ نے فرمایا کہ اگر کوئی تم سے پوچھے "تمہیں اللہ سے محبت ہے" تو خاموش ہو جاؤ کیونکہ "نہ" کہنا کفر ہے، اور "ہاں" کہنا دعوی ہے اور دعوی کو پرکھا جاتا ہے۔

لقوله تعالى ﴿ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ﴾ (الصف: ۳)



۱۲۔۔۔انسان پہلے بھی فنا، بعد میں بھی فنا، درمیان میں یہ زندگی ہے جو بقا کا ذریعہ ہے۔



۱۳۔۔۔آج کل طلبہ وعلماء اپنے فقہی مذہب کو وحی من اللہ سمجھتے ہیں، اور دوسرے کو حقیقت کے خلاف سمجھتے ہیں حالانکہ یہ صواب وخطا کا اختلاف ہے، حق وباطل کا نہیں۔



۱۴۔۔۔مجتہدین کے درمیان اختلاف ہے، لیکن ان میں سے کسی کی نہ تکفیر کر سکتے ہیں نہ تضلیل نہ تفسیق۔

وفي الدر المختار:

إِذَا سُئِلْنَا عَنْ مَذْهَبِنَا وَمَذْهَبِ مُخَالِفِنَا قُلْنَا وُجُوبًا: مَذْهَبُنَا صَوَابٌ

يَحْتَمِلُ الخَطأَ وَمَذْهَبُ مُخَالِفِنَا خَطأٌ يَحْتَمِلُ الصَّوَابَ. وَإِذَا سُئِلْنَا عَنْ مُعْتَقَدِنَا وَمُعْتَقَدِ خُصُومِنَا. قُلْنَا وُجُوبًا الْحَقُّ مَانَحْنُ عَلَيْهِ وَالْبَاطِلُ مَاعَلَيْهِ خُصُومُنَا (جلد ا ص ۴۸)



۱۵۔۔۔صرف لباس ٹوپی و کرتہ سنت نہیں، بلکہ معاملات (حقوق کی ادائیگی) میں بھی سنت کا خیال رکھنا ضروری ہے۔



۱۶۔۔۔حضرت مولانا مسیح اللہ صاحب قدس سرہ نے فرمایا کہ لوگوں کو حکومت کا تو شوق ہے، حالانکہ حکمت آتی نہیں، جبکہ حکمت حکومت کیلئے بہت زیادہ ضروری ہے۔



۱۷۔۔۔بعض رسومات کو ہم دین سمجھتے ہیں حالانکہ حقیقت میں ان کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔



۱۸۔۔۔ہر معاملہ میں مشورہ ہونا چاہیے حتی کہ گھر کے بارے میں بھی، البتہ کس سے مشورہ کیا جائے اس میں احتیاط کی ضرورت ہے۔



۱۹۔۔۔کلام میں انتہائی احتیاط کرنا چاہیے، جذبات میں زبان پر قابو رکھنا چاہیے۔

لقوله تعالیٰ: ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ (ق:۱۸)



۲۰۔۔۔دو فریقوں میں سے صرف ایک کی بات سن کر فیصلہ کرنا جائز نہیں، بلکہ دونوں کی باتیں سن کر فیصلہ کرنا چاہیے۔

لقوله صلی الله علیه وسلم لعلی رضی الله تعالیٰ عنه :عن علی علیه السلام، قال: بعثنی رسول الله صلی الله علیه وسلم إلی

الیمن قاضیا،فقلت :یارسول الله ترسلنی وأنا حدیث السن،ولا علم لی بالقضاء ،فقال :إن الله سیهدی قلبک،ویثبت لسانک، فإذا جلس بین یدیک الخصمان، فلا تقضین حتی تسمع من الآخر، کما سمعت من الأول، فإنه أحری أن یتبین لک القضاء،قال:" فما زلت قاضیا،أو ما شککت فی قضاء بعد "سنن أبی داود (۳/ ۳۰۱) باب کیف القضاء



۲۱۔۔۔کسی کی ایک غلطی کی وجہ سے اس کے آگے پیچھے کی تمام اچھی باتیں نظر انداز نہیں کرنی چاہئیں۔

لما جاء فی صحیح البخاری :وعن أبیه قال :ذهبت أسب حسان عند عائشة، فقالت:"لا تسبه فإنه کان ینافح عن النبی صلی الله علیه وسلم"(جلد ۱ ص ۵۰۰)



۲۲۔۔۔نیکی کر کے دریا میں ڈال کا مصداق ہونا چاہیے ،اپنی نیکی ،اپنی فضیلت سامنے نہیں ہونی چاہیے۔



۲۳۔۔۔میرے پیر و مرشد حضرت مولانا محمد شریف صاحب قدس سرہ کو جب کوئی کہتا کہ حضرت آپ کو تو حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی طرف سے خلافت حاصل ہے ،تو فرماتے کہ" پتہ نہیں کہ یہ نسبت اب باقی بھی ہے یا نہیں۔؟" یہ خشیت کا مقام ہے جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بھی ثابت ہے،صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نبی کریم ﷺ کے وصال کے کچھ زمانہ بعد اس طرح جملے کہے ہیں ۔

وفی صحیح البخاری:عن العلاء بن المسیب، عن أبیه، قال: لقیت البراء بن عازب رضی الله عنهما، فقلت:" طوبی لک،

صحبت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وبایعتہ تحت الشجرۃ، فقال:
یا ابن اخی، إنک لا تدری ما أحدثنا بعدہ"(جلد ۲ ص ۵۹۹)



باب غزوۃ خیبر

۲۴۔۔۔انسان کو خشک مزاج نہیں ہونا چاہیے، بلکہ کبھی کبھی خوش طبعی بھی کرنی چاہیے، خیبر کی طرف جاتے ہوئے راستے میں نبی کریم ﷺ نے اشعار کی فرمائش فرمائی۔

لما فی صحیح البخاری :عن سلمة بن الاکوع قال خرجنا مع رسول اللہ ﷺ الی خیبر .... یا عامر الا تسمعنا من هنیهاتک....الخ (جلد ۲ ص ۶۰۳)



۲۵۔۔۔اپنی نیکی پر ناز نہیں کرنا چاہیے بلکہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنی چاہیے، کیونکہ "انما الاعمال بالخواتیم،" وارد ہے، جنت اور جہنم اللہ کے اختیار میں ہے، لہٰذا نیکی کے تکبر میں کبھی مبتلا نہ ہونا۔

وقال تعالی ﴿فَلَا تُزَكُّوا أَنفُسَكُمْ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَى﴾ (النجم : ۳۲)



۲۶۔۔۔ساتھیو یاد رکھو! یہ دین اللہ تعالیٰ کا ہے اور بندے بھی اللہ تعالیٰ کے ہیں، تو اللہ تعالیٰ جسے چاہے اپنے دین کیلئے استعمال کر لیتا ہے۔



۲۷۔۔۔ساتھیو یاد رکھو! "ان اللہ لیؤید هذا الدین بالرجل الفاجر" کہ اللہ تعالیٰ بدکار آدمی سے بھی دین کا کام لے لیتا ہے، اس حدیث سے ہم سب کو بہت ڈرنا چاہیے،

مشکاۃ شریف میں ہے کہ قیامت میں سب سے پہلے تین آدمیوں کو لایا جائیگا، عالم، مجاہد، سخی، انہوں نے دوسروں کو دینی فائدہ پہنچایا مگر خود جہنم میں چلے گئے۔

وفی مشکاۃ المصابیح: "إن أول الناس یقضی علیه یوم القیامة رجل استشهد فأتی به فعرفه نعمه فعرفها قال فما عملت فیها؟ قال قاتلت فیک حتی استشهدت قال کذبت ولکنک قاتلت لأن یقال جریء فقد قیل ثم أمر به فسحب علی وجهه حتی ألقی فی النار ورجل تعلم العلم وعلمه وقرأ القرآن فأتی به فعرفه نعمه فعرفها قال فما عملت فیها قال تعلمت العلم وعلمته وقرأت فیک القرآن قال کذبت ولکنک تعلمت العلم لیقال عالم وقرأت القرآن لیقال هو قاریء فقد قیل.....الخ" مشکاۃ المصابیح (کتاب العلم جلد اول ص ٣٣)



٢٨۔۔۔ذکر میں اصل سر ہے الا یہ کہ کہیں جہر سنت سے ثابت ہو، یا کسی عارض مباح کی وجہ سے کیا جائے، جیسے اپنے دل کو ذکر اللہ کی طرف مائل کرنا وغیرہ، البتہ جہر کو مقصود نہ مانا جائے اور یہ بھی شرط ہے کہ جہر کی وجہ سے کسی کو تکلیف نہ ہو۔

لقوله تعالی: ﴿وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ﴾ (الأعراف: ٢٠٥)

ولما جاء فی الصحیح: "یا أیها الناس اربعوا علی أنفسکم، فإنکم لا تدعون أصم ولا غائبا، إنه معکم إنه سمیع قریب، تبارک اسمه وتعالی جده "(صحیح البخاری جلد ٢ ص ٦٠٥)



٢٩۔۔۔تشبہ اور مشابہت میں فرق ہے، تشبہ حرام ہے کہ انسان کوئی کام کرے، جس سے یہ چاہے کہ میں غیر مسلموں کی طرح نظر آؤں، اور مشابہت یہ ہے کہ انسان اپنی راحت

کیلئے کوئی چیز استعمال کرے جو غیر مسلموں کے ہاں بھی رائج ہو، غزوہ تبوک کے موقع پر آپ ﷺ نے جبة ضيقة الكمين استعمال فرمایا تھا، مشابہت والی چیز کا استعمال عذر کے وقت بلا کراہت جائز ہے اور بلا عذر اس کا استعمال خلاف اولی ہے، نیز جب کوئی چیز اتنی زیادہ استعمال ہونے لگے کہ اس سے غیر مسلموں کے ساتھ مشابہت بھی بالکل ختم ہو جائے تو نہ تشبہ باقی رہتا ہے نہ مشابہت، جیسے فاؤنٹین پین کہ پہلے اس کو انگریزی قلم کہا جاتا تھا، اب اس کثرت سے استعمال ہوا کہ اب اس کا نام صرف قلم یا پین پنسل ہے، اب اس میں نہ تشبہ ہے نہ مشابہت۔

لما جاء في صحيح البخاري عن أبي عمران، قال :نظر أنس إلى الناس يوم الجمعة، فرأى طيالسة،فقال :كأنهم الساعة يهود خيبر.(جلد ۲ ص ۶۰۵)



۳۰۔۔۔جہاد کا مقصد اعلاء کلمۃ اللہ ہے نہ کہ کفار کو ختم کر دیا جائے، کیونکہ کفر و اسلام قیامت تک باقی رہیں گے۔ نیز اصل مقصود کافروں کو مسلمان بنانا ہے، انہیں ختم کرنا نہیں ہے اس لئے حدیث میں فرمایا گیا حتى يكونوا امثلنا، یہ نہیں فرمایا کہ ختم کرو۔

لما جاء في صحيح البخاري .فقال :"أين علي؟"، فقيل :يشتكي عينيه، فأمر، فدعي له، فبصق في عينيه، فبرأ مكانه حتى كأنه لم يكن به شيء ، فقال :نقاتلهم حتى يكونوا مثلنا؟ فقال:"على رسلك"، حتى تنزل بساحتهم، ثم ادعهم إلى الإسلام، وأخبرهم بما يجب عليهم، فوالله لأن يهدى بك رجل واحد خير لك من حمر النعم" (جلد ۱ ص ۴۱۳)



۳۱۔۔۔قرآن کریم کو اچھی آواز سے پڑھنا اللہ تعالیٰ کا عطیہ اور فضل ہے، مگر دوسروں کو سناتے وقت اللہ تعالیٰ کی رضا اور مخاطب کی خوشدلی مقصود ہو، دنیوی اجر مطلوب نہ ہو۔

لما في صحيح البخاری .... قال النبی صلی الله علیه وسلم:

"إنی لأعرف أصوات رفقة الأشعريين بالقرآن حين يدخلون بالليل، وأعرف منازلهم من أصواتهم بالقرآن بالليل، وإن كنت لم أر منازلهم حين نزلوا بالنهار..... (جلد ۲ ص ۶۰۸)



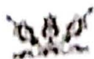
۳۲۔۔۔مال مشترک میں سے کوئی چیز بغیر اجازت کے لینا بڑا گناہ ہے، کیونکہ اس کی تلافی ممکن ہی نہیں ہے، کیونکہ اس چیز کے ہر ہر حصہ کو ہر ہر شخص تک پہنچانا ناممکن ہوجاتا ہے۔

وفی صحيح البخاری فقال الناس: هنيئا له الشهادة، فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم: بل، والذی نفسی بیده، إن الشملة التی أصابها یوم خیبر من المغانم، لم تصبها المقاسم، لتشتعل علیه نارا فجاء رجل حين سمع ذلک من النبی صلی الله علیه وسلم بشراک أو بشراكين، فقال: هذا شیء كنت أصبته، فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم: "شراک أو شراكان (جلد ۲ ص ۶۰۸)



۳۳۔۔۔اگر سود سے بچنے کیلئے کوئی ایسا حیلہ اختیار کیا جائے جو شرعاً جائز ہو تو اس میں کوئی قباحت نہیں۔

لما جاء فی الصحيح: قال: لا والله يا رسول الله إنا لنأخذ الصاع من هذا بالصاعين، والصاعين بالثلاثة، فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم: "لا تفعل، بع الجمع بالدراهم، ثم ابتع بالدراهم جنيبا" (جلد ۲ ص ۶۰۹)



۳۴۔۔۔غم کے وقت آنسو کا جاری ہوجانا اور غم کے آثار کا ظاہر ہوجانا تقوی یا زہد

کے خلاف نہیں ہے۔

لما فی صحیح البخاری:أن النبی صلی الله علیه وسلم ، نعی زیدا، جعفرا، وابن رواحة للناس، قبل أن یأتیهم خبرهم، فقال أخذ الرایة زید، فأصیب، ثم أخذ جعفر فأصیب، ثم أخذ ابن رواحة فأصیب، وعیناه تذرفان حتی أخذ سیف من سیوف الله حتی فتح الله علیهم (جلد ۲ ص ۶۱۱)



۳۵۔۔۔کسی مسلمان کو ناحق قتل کرنا بہت سخت گناہ ہے، من قتل مومنا متعمدا.... الآیة، یہ بھی واضح رہے کہ ہم ظاہر کے مکلف ہیں اگر ظاہراً وہ کلمہ پڑھتا ہو،تو ہم اسے مسلمان ہی سمجھیں گے،الا یہ کہ وہ ضروریات دین میں سے کسی کا منکر ہو۔

لما جاء فی صحیح البخاری :أخبرنا أبو ظبیان، قال:سمعت أسامة بن زید رضی الله عنهما، یقول :بعثنا رسول الله صلی الله علیه وسلم إلی الحرقة، فصبحنا القوم فهزمناهم، ولحقت أنا ورجل من الأنصار رجلا منهم، فلما غشیناه، قال :لا إله إلا الله فکف الأنصاری فطعنته برمحی حتی قتلته، فلما قدمنا بلغ النبی صلی الله علیه وسلم، فقال :یا أسامة، أقتلته بعد ما قال لا إله إلا الله قلت :کان متعوذا، فما زال یکررها، حتی تمنیت أنی لم أکن أسلمت قبل ذلک الیوم (جلد ۲ ص ۶۱۲)



۳۶۔۔۔بات کرنے میں شائستگی اور ادب ہونا چاہیے،حضرت ابوشریح رضی اللہ تعالی عنہ نے بڑی شائستگی کے ساتھ امیر کو نصیحت فرمائی۔

لماجاء فی صحیح البخاری:عن أبی شریح، أنه قال لعمرو بن سعید:. وهو یبعث البعوث إلی مکة . ائذن لی أیها الأمیر،

أحدثك قولا قام به النبي صلى الله عليه وسلم الغد من يوم الفتح، سمعته أذناي ووعاه قلبي، وأبصرته عيناي حين تكلم به

(بخاری قدیمی جلد۲ ص ق ۶۱۵)



۳۷۔۔۔خون کے رشتے اسلام وکفر سے ختم نہیں ہوتے،تو فسق وفجور سے رشتے کیسے ختم ہونگے؟ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے کافر والد کو یا ابت اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے کافر چچا کو یا عم کے الفاظ سے یاد فرمایا،ہاں فسق وفجور یا کفر کی وجہ سے محبت کرنا تو جائز نہیں ہے لیکن رشتہ داری کا خیال رکھنا اور اچھا سلوک کرنا چاہیے۔

لما في الصحيح من قول رسول الله صلى الله عليه وسلم :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لأبي طالب:" يا عم، قل :لا إله إلا الله، كلمة أشهد لك بها عند الله

ولما جاء في صحيح المسلم:(۱۹۲/۱)باب في قوله تعالى:

﴿وأنذر عشيرتك الأقربين﴾ (الشعراء :۲۱۴)

.....أنقذوا أنفسكم من النار،يافاطمة،أنقذي نفسك من النار، فإني لاأملك لكم من الله شيئا، غير أن لكم رحماسأبلهاببلالها،



۳۸۔۔۔کسی انسان کا مال اس کی طیب نفس کے بغیر حرام ہے،ناجائز ہے۔



۳۹۔۔۔لفظ ''میں'' بہت خطرناک ہے،کہ میں یہ ہوں وہ ہوں،میں ایسا ہوں،میں ویسا ہوں۔

لماجاء في صحيح البخاري :باب قول الله تعالىٰ ويوم حنين اذاعجبتكم كثرتكم (جلد۲ص۶۱۷)



۴۰۔۔۔احتیاطی تدابیر توکل کے خلاف نہیں ہیں جیسے آپ ﷺ نے غزوہ احد میں دو زرہیں زیب تن فرمائیں۔



۴۱۔۔۔اجتماعی اجازت کافی نہیں، بلکہ ہر صف، ہر خاندان وغیرہ کا ذمہ دار اپنے لوگوں کی رضامندی معلوم کرے۔

لما فی الصحیح للبخاری :فقال الناس :قد طیبنا ذلک لرسول الله صلی الله علیه وسلم لهم، فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم :"إنا لا ندري من أذن منکم في ذلک ممن لم یأذن، فارجعوا حتی یرفعوا إلینا عرفاؤکم أمرکم" فرجع الناس، فکلمهم عرفاؤهم، ثم رجعوا إلی رسول الله صلی الله علیه وسلم فأخبروه: أنهم قد طیبوا وأذنوا (جلد۲ ص ۶۱۸)



۴۲۔۔۔ایک دو منٹ کی مختصر دعا بھی کافی ہے، اگر دل سے ہو۔

لما جاء فی صحیح البخاری :رمی أبو عامر فی رکبته، فانتهیت إلیه، قال :انزع هذا السهم، فنزعته فنزا منه الماء ، فدخلت علی النبی صلی الله علیه وسلم، فأخبرته، فقال :اللهم اغفر لعبید أبی عامر"(جلد۲ ص ۶۱۹)



۴۳۔۔۔بڑوں اور تجربہ کاروں کی بات مان لینی چاہیے۔

وفی صحیح البخاری ...لما حاصر رسول الله ﷺ الطائف، فلم ینل منهم شیئا، قال:"إنا قافلون إن شاء الله .فثقل علیهم، وقالوا: نذهب ولا نفتحه، وقال مرة:" نقفل".فقال:"اغدوا علی القتال".فغدوا فأصابهم جراح، فقال:"إنا قافلون غدا إن شاء

الله" فأعجبهم، فضحك النبي ﷺ. (جلد ۲ ص ۶۱۹)

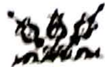
۴۴۔۔۔غصہ آنا عیب نہیں ہے بلکہ غصہ میں بے قابو ہونا عیب کی بات ہے، غصہ پینے کا حکم ہے۔

لما جاء في صحيح البخاري: فأتى النبي ﷺ أعرابي فقال: ألا تنجز لي ما وعدتني؟ فقال له: "أبشر" فقال: قد أكثرت علي من أبشر، فأقبل على أبي موسى وبلال كهيئة الغضبان، فقال: "رد البشرى، فاقبلا أنتما" قالا: قبلنا، (جلد ۲ ص ۶۲۰)



۴۵۔۔۔آج کل طبیعت بن گئی ہے کہ خودتو نرم اور آسان مسائل پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، مگر دوسروں کو سخت فتوی دیتے ہیں، حالانکہ ہمارے اکابر خودتو تقوی اور احتیاط پر عمل کرتے تھے مگر دوسروں کو شریعت کے دائرہ میں سہولت اور آسانی کا فتوی دیتے تھے، دین میں کسی پر سختی نہیں کرنی چاہیے کوشش کرنی چاہیے کہ وہ آسانی سے دین پر چلے اور تنگ نہ ہو۔

لما في الصحيح: عن أنس بن مالك، عن النبي ﷺ، قال: "يسروا ولا تعسروا، وبشروا، ولا تنفروا" (جلد ۲ ص ۶۲۲)



۴۶۔۔۔دین سیکھنے سکھانے میں اگر ترتیب ہوتو سہولت ہوتی ہے۔

وفي صحيح البخاري: قال رسول الله ﷺ لمعاذ بن جبل حين بعثه إلى اليمن: إنك ستأتي قوما أهل كتاب، فإذا جئتهم، فادعهم إلى أن يشهدوا أن لا إله إلا الله، وأن محمدا رسول الله، فإن هم أطاعوا لك بذلك، فأخبرهم أن الله قد فرض عليهم خمس صلوات في كل يوم وليلة، فإن هم أطاعوا لك بذلك، فأخبرهم أن الله قد فرض عليهم صدقة (جلد ۲ ص ق ۶۲۳)

۴۷۔۔۔دعا میں تکرار مستحب ہے۔

لما في صحيح البخاري :فقال رسول جرير لرسول الله: يارسول الله، والذي بعثك بالحق، ما جئتك حتى تركتها كأنها جمل أجرب، فبارك على خيل أحمس ورجالها خمس مرات.

(جلد ۱ ص ۴۲۴)



۴۸۔۔۔شوہر اگر بیوی سے محبت کرے تو یہ تقوی کے خلاف نہیں ہے۔



۴۹۔۔۔افضل کے ہوتے ہوئے مفضول کو امیر بنانا جائز ہے، جیسے اکابر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ''السابقون الاولون'' کے ہوتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے حضرت سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر بنایا۔



۵۰۔۔۔ہمارے بڑوں کا طریقہ ہے کہ جس میں زیادہ عاجزی اور خشیت ہو ان کی اہمیت بڑھا دیتے ہیں، اور جس میں بڑائی کا اندیشہ ہو اسے نیچا کرتے ہیں۔

لما جاء في صحيح البخاري:أن رسول الله صلى الله عليه وسلم بعث عمرو بن العاص على جيش ذات السلاسل، قال :فأتيته فقلت :أي الناس أحب إليك؟ قال:" عائشة" قلت :من الرجال؟ قال :أبوها قلت :ثم من؟ قال:"عمر" فعد رجالا، فسكت مخافة أن يجعلني في آخرهم جلد ۲ ص ۶۲۵)



۵۱۔۔۔تبلیغ کیلئے خود جانا نہ ہو تو قاصد اور خطوط بھی کافی ہیں، جیسے کہ قیصر و کسری، نجاشی وغیرہ کو آپ ﷺ نے تبلیغی خطوط بھیجے۔

وفي صحيح البخاري : كتاب النبي ﷺ الى كسرى وقيصر....

أن عبد الله بن عباس أخبره: أن رسول الله ﷺ بعث بكتابه إلى كسرى، فأمره أن يدفعه إلى عظيم البحرين، يدفعه عظيم البحرين إلى كسرى.....الخ جلد ۲ ص ۶۳۷)



۵۲---بعض دفعہ ایک چیز بظاہر اچھی نہیں ہوتی، مگر وہ وقت پر کام بھی آجاتی ہے جیسا کہ بنو تمیم سخت قوم تھی، تو دجال کے مقابلہ میں ان کی سختی کام آئیگی۔

ما زلت أحب بني تميم منذ ثلاث، سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول فيهم، سمعته يقول: "هم أشد أمتي، على الدجال"..الخ (جلد ۲ ص ۶۲۶)



۵۳---نبی کریم ﷺ انسان تھے مگر عام انسان نہیں، بلکہ خاص انسان تھے، کامل ترین انسان اور نمونہ مجسم تھے، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

وفی صحیح البخاری: فقال أبو بكر: أمر القعقاع بن معبد بن زرارة، قال عمر: بل أمر الأقرع بن حابس، قال أبو بكر: ماأردت إلا خلافي، قال عمر: ما أردت خلافك، فتماريا حتى ارتفعت أصواتهما، فنزل في ذلك: ﴿يا أيها الذين آمنوا لا تقدموا﴾ (الحجرات: ۱) حتى انقضت (جلد ۲ ص ۶۲۶)۔



۵۴---کسی کے آنے پر مرحبا کہنا جائز ہے۔

وفی صحیح البخاری: باب قول الرجل: مرحبا، وقالت عائشة: قال النبی صلى الله عليه وسلم لفاطمة عليها السلام: مرحبا يا بنتي" وقالت أم هاني: جئت الى النبی صلى الله عليه وسلم فقال: "مرحبا بام هاني" (جلد ۲ ص ۹۱۲)

۵۵۔۔۔ ہر کام اطمینان سے کرنا اور غصہ کو پی جانا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔

نبی کریم ﷺ نے وفد عبد القیس کے سردار کی تعریف فرمائی:

كماجاء في الصحيح لمسلم رحمه الله :

وزادابن معاذ، في حديثه عن أبيه .قال :وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم للأشج أشج عبدالقيس:" إن فيك خصلتين يحبهما الله: الحلم، والأناة باب الأمر بالإيمان بالله ورسوله، وشرائع الدين، والدعاء إليه" (صحيح مسلم : ١/ ٤٦)



۵۶۔۔۔ کافروں سے بھی اچھا سلوک کرنا چاہیے۔

فربطوه بسارية من سواري المسجد، فخرج إليه رسول الله صلى الله عليه وسلم قال :" ما عندك يا ثمامة،" قال :عندي يا محمد خير، فذكر الحديث، قال:"أطلقوا ثمامة" (جلد ٢ ص ٦٢٧)



۵۷۔۔۔ مصلحت ہو تو کافر مدعی نبوت سے ملنے کیلئے جاسکتا ہے۔

لما جاء في صحيح البخاري :قدم مسيلمة الكذاب على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم، فجعل يقول: إن جعل لي محمد الأمر من بعده تبعته، وقدمها فيبشر كثير من قومه، فأقبل إليه... الخ (جلد ٢ ص ٦٢٨)



۵۸۔۔۔ کسی کو زبردستی دیندار بنانا یا مسلمان بنانا مناسب نہیں، بلکہ اسلامی اخ
معاشرت سے اس کو متاثر کرنا چاہیے۔

فربطوه بسارية من سواري المسجد، فخرج إليه رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "ما عندك يا ثمامة" قال: عندي يا محمد

خیر، فذكر الحديث، قال: "أطلقوا ثمامة" (جلد ۲ ص ۶۲۷)



۵۹۔۔۔امین ہذہ الامۃ، ہر صحابی میں کوئی نہ کوئی خاص صفت موجود تھی، رحمۃ للعالمین میں صفتِ رحمت غالب تھی، اور آپ ﷺ نے فرمایا ارحم امتی بامتی ابوبکر، اسی صفت کی وجہ سے سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ میں سب سے افضل ہیں۔

وفي صحيح البخاري: قالا: ...وابعث معنا رجلا أمينا، ولا تبعث معنا إلا أمينا. فقال "لأبعثن معكم رجلا أمينا حق أمين"، فاستشرف له أصحاب رسول الله ﷺ فقال: "قم يا أبا عبيدة بن الجراح" فلما قام، قال رسول الله ﷺ: "هذا أمين هذه الأمة" (جلد ۱ ص ۵۳۰)



۶۰۔۔۔انسان جتنا نرم ہوگا اتنا ہی زیادہ افضل ہوگا، اللہ تعالیٰ کی رحمت اللہ تعالیٰ کے پر سبقت رکھتی ہے، اور نبی کریم ﷺ سراپا رحیم وکریم تھے۔ اور اس امت کے افضل ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارحم امتی بامتی ابوبکر ہیں۔



۶۱۔۔۔امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا بہترین طریقہ وہ ہے جو قرآن وحدیث کا ہے، کیلئے بات کرنے کا سلیقہ آنا اور موقع محل کا انتخاب کرنا ضروری ہے۔

وجاء في صحيح البخاري: ثم التفت إلى خباب وعليه خاتم من ذهب، فقال: "ألم يأن لهذا الخاتم أن يلقى"، قال: "أما إنك لن تراه علي بعد اليوم، فألقاه" (جلد ۲ ص ۶۳۰)



۶۲۔۔۔امت کو مشقت سے بچانا عین سنت نبوی ﷺ ہے، ایک قول کے مطابق آپ ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر بیت اللہ میں داخل ہوئے، تو فرمایا کہ مجھے ڈر ہے

کہ میں نے اپنے بعد امت کو مشقت میں ڈال دیا۔ آپ ﷺ کا مقصد یہ تھا کہ اب سب بیت اللہ میں داخل ہونے کی کوشش کریں گے حالانکہ یہ حج کی سنت نہیں ہے، بلکہ یہ عمل صرف مباح یا مستحب کے درجہ میں ہے۔

وفی صحیح البخاری: ثم قال لعثمان: "ائتنا بالمفتاح" فجاءہ بالمفتاح ففتح له الباب، فدخل النبی صلی اللہ علیه وسلم وأسامة، وبلال، وعثمان، ثم أغلقوا علیهم الباب، فمکث نهارا طویلا، ثم خرج وابتدر الناس الدخول، (جلد ۲ ص ۶۳۱) وراجع للتفصیل فتح الباری (جلد ۳ ص ۴۶۶ باب اغلاق البیت جلد ۸ ص ۱۰۶) وکذا فتح الباری لابن حجر (۳/ ۴۶۶)

وفی سنن أبی داود (۲/ ۲۱۵) باب فی دخول الکعبة عن عائشة، أن النبی صلی اللہ علیه وسلم خرج من عندها وهو مسرور، ثم رجع إلی وهو کئیب، فقال: "إنی دخلت الکعبة ولو استقبلت من أمری، ما استدبرت ما دخلتها إنی أخاف أن أکون قد شققت علی أمتی"



۶۳۔۔۔سنت وہ عمل ہے جس پر مواظبت ہو، قولاً یا عملاً یا حکماً، ورنہ مباح و مستحب ہے۔

لما فی البخاری: ففتح له الباب فدخل النبی صلی اللہ علیه وسلم.. الخ (جلد ۲ ص ۶۳۱) کہ آپ ﷺ خانہ کعبہ میں صرف ایک بار داخل ہوئے۔



۶۴۔۔۔اپنا پورا مال صدقہ کرنا مناسب نہیں، بلکہ بہترین صدقہ وہ ہے جو عن ظہر غنی ہو کہ بعد میں خود محتاج نہ بنے، رسول اللہ ﷺ نے اسی وجہ سے بہت سے صحابہ کرام کو سارا

مال خیرات کرنے سے منع فرمایا، لوگ سمجھتے ہیں کہ صدقہ صرف وہ ہے جو باہر کے لوگوں کو دیا جائے، لیکن آپ ﷺ کا ارشاد ہے فرمایا: حتى اللقمة ترفعها الى فى امرأتك

لما جاء فى حديث كعب :وقال كعب بن مالك رضى الله عنه: قلت: يارسول الله،إن من توبتى أن أنخلع من مالى صدقة إلى الله وإلى رسوله ﷺ،قال :"أمسك عليك بعض مالك فهو خيرلك" (صحيح البخارى جلد ٢ ص ٦٣٦)



۶۵۔۔۔حدیث میں آتا ہے کہ انسانوں کی مثال اونٹوں کی سی ہے کہ سو اونٹوں کے ریوڑ میں کام کی سواری صرف ایک ملے گی۔

وفى الصحيح :عن عبد الله بن عمر رضى الله عنهما، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول:"إنما الناس كالإبل المائة، لا تكاد تجد فيها راحلة" (جلد ٢ ص ٩٦٢)



۶۶۔۔۔اگر کسی مجلس میں کسی مسلمان کی غیبت ہو تو اس کا دفاع ضروری ہے اور میں نے اپنے دادا اقدس سرہ کو دیکھا ہے کہ جب وہ مجلس میں کسی کو دوسرے کی غیبت کرتے ہوئے دیکھتے، تو فرماتے کہ "مگر اس میں فلاں صفت تو اچھی ہے۔"

وفى الصحيح للبخارى: ولم يذكرنى رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى بلغ تبوك، فقال :وهو جالس فى القوم بتبوك: مافعل كعب فقال رجل من بنى سلمة :يا رسول الله، حبسه برداه، ونظره فى عطفه، فقال معاذ بن جبل: بئس ما قلت، والله يارسول الله ما علمنا عليه إلا خيرا، فسكت رسول الله صلى الله عليه وسلم، ...الخ(جلد ٢ ص ٦٣٤)



۶۷۔۔۔نبی کریم ﷺ ظاہر کو دیکھ کر ہی فیصلہ فرماتے تھے، اور فرماتے تھے کہ میں اس کا مکلف نہیں ہوں کہ لوگوں کا دل چیر کر دیکھوں۔

وفی صحیح البخاری. باب بعث علی بن أبی طالب علیه السلام، وخالد بن الولید رضی الله عنه، إلی الیمن قبل حجة الوداع قال خالدبن الولید :یارسول الله،ألاأضرب عنقه؟قال : "لا،لعله أن یکون یصلی" فقال خالد :وکم من مصل یقول بلسانه مالیس فی قلبه،قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: "إنی لم أومر أن أنقب عن قلوب الناس ولاأشق بطونهم" قال:ثم نظر إلیه وهو مقف،(جلد ۲ ص ۶۲۴)



۶۸۔۔۔کبھی بھی اپنے استاد یا شیخ یا کسی بھی بڑے کو راضی کرنے کیلئے جھوٹ نہیں بولنا چاہیے، سچ بول کر معافی مانگیں اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کریں، ورنہ بعد میں اللہ تعالیٰ بھی ناراض اور بڑے بھی ناراض ہو جاتے ہیں، اس لئے کہ اصل معاملہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے، نہ کہ لوگوں کے ساتھ۔

وفی الصحیح للبخاری فی حدیث کعب بن مالک رضی الله عنه :قال :فأجمعت صدقی رسول الله صلی الله علیه وسلم ضحی، وکان قلما یقدم من سفر سافره إلا ضحی......، وکنا أیها الثلاثة الذین خلفوا عن الأمر الذی قبل من هؤلاء الذین اعتذروا، حین أنزل الله لنا التوبة، فلما ذکر الذین کذبوا رسول الله ﷺ من المتخلفین واعتذروا بالباطل،(جلد ۲ ص ۶۳۴)



۶۹۔۔۔سزا کبھی تادیب کیلئے ہوتی ہے، جیسا کہ حدیث کعب بن مالک میں۔

لما جاء فی حدیث کعب بن مالک رضی الله عنه :وأطوف فی

الأسواق ولا يكلمني أحد، وآتي رسول الله ﷺ فأسلم عليه وهو في مجلسه بعد الصلاة، فأقول في نفسي: هل حرك شفتيه برد السلام علي أم لا؟ ثم أصلي قريبا منه، فأسارقه النظر، فإذا أقبلت على صلاتي أقبل إلي، وإذا التفت نحوه أعرض عني، حتى إذا طال علي ذلك من جفوة الناس، (جلد ٢ ص ٦٣٦)



٧٠۔۔۔سچ کڑوا اور پریشان کن ہوتا ہے مگر اس کی وجہ سے انسان صادقین میں شمار ہوتا ہے، حدیث میں ہے کہ مؤمن بزدل وبخیل ہوسکتا ہے مگر جھوٹا نہیں ہوسکتا۔

كما جاء في حديث كعب بن مالك رضي الله تعالیٰ عنه :فقلت: يارسول الله، إن الله إنما نجاني بالصدق، وإن من توبتي أن لا أحدث إلا صدقا، ما بقيت .(جلد ٢ ص ٦٣٦)



٧١۔۔۔سختی اپنوں پر زیادہ ہوتی ہے۔

كما جاء في حديث كعب :وأما أنا، فكنت أشب القوم وأجلدهم فكنت أخرج فأشهد الصلاة مع المسلمين، وأطوف في الأسواق ولا يكلمني أحد، وآتي رسول الله صلى الله عليه وسلم فأسلم عليه وهو في مجلسه بعد الصلاة، فأقول في نفسي :هل حرك شفتيه برد السلام علي أم لا ؟......الخ (جلد ٢ ص ٦٣٦)



٧٢۔۔۔عذاب والی جگہوں پر قہر اور لعنت اترتی ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ قوم ثمود کی بستی سے تیزی سے گزرے۔

وفي البخاري :لما مر النبي ﷺ بالحجر قال: "لا تدخلوا مساكن الذين ظلموا أنفسهم، أن يصيبكم ما أصابهم، إلا أن تكونوا باكين،

ثم قنع رأسه وأسرع السير حتى أجاز الوادي" (جلد ۲ ص ۶۳۷)



۷۳۔۔۔غیر مسلموں کی تیار کردہ اشیاء کا استعمال جائز ہے۔جیسا کہ آپ ﷺ نے جبہ شامیہ جو غیر مسلموں کا تیار کردہ تھا، استعمال فرمایا۔

وفی البخاری :"انطلق رسول الله صلى الله عليه وسلم لحاجته، ثم أقبل، فلقيته بماء ، فتوضأ وعليه جبة شأمية، فمضمض واستنشق، وغسل وجهه، فذهب يخرج يديه من كميه، فكانا ضيقين، فأخرجهما من تحت، فغسلهما، ومسح برأسه، وعلى خفيه (جلد ۱ ص ۵۲)



۷۴۔۔۔اگر نیک کام میں کسی عذر کی وجہ سے شریک نہ ہوں، تو اس سے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔

وفی صحیح البخاری : أن رسول الله صلى الله عليه وسلم رجع من غزوة تبوك فدنا من المدينة، فقال: " إن بالمدينة أقواما، ما سرتم مسيرا، ولا قطعتم واديا إلا كانوا معكم، قالوا: يا رسول الله، وهم بالمدينة؟ قال: وهم بالمدينة، حبسهم العذر" (جلد ۲ ص ۶۳۷)



۷۵۔۔۔اصل تعلق اور محبت کے لائق اللہ جل جلالہ ہیں، باقی مخلوق تو سب آنے جانے والی ہے، حتی کہ انبیاء علیہم السلام بھی دنیا سے تشریف لے گئے۔

وفی صحیح البخاری :فقال:" أما بعد، فمن كان منكم يعبد محمدا ﷺ، فإن محمدا ﷺ قد مات، ومن كان يعبد الله، فإن الله حي لا يموت، قال الله تعالى: ﴿وما محمد إلا رسول قد خلت من قبله الرسل﴾ (آل عمران: ۱۴۴)(جلد ۲ ص ۶۴۰)

۷۶۔۔۔انبیاء علیہم السلام معمولی سا خلاف اولیٰ کام کرکے بھی کتنے زیادہ نادم ہوتے ہم معمولی سی نیکی کرکے کتنے خوش ہوتے ہیں۔۔۔۔!

فی صحیح البخاری: فیقولون :لو استشفعنا إلی ربنا، فیأتون آدم یقولون :أنت أبو الناس، خلقک اللہ بیدہ، وأسجدلک ملائکتہ، علمک أسماء کل شیء، فاشفع لنا عند ربک حتی یریحنا من کاننا ھذا، فیقول :لست ھناکم، ویذکر ذنبہ فیستحی، ائتوا نوحا، (جلد ۲ ص ۶۴۲)



۷۷۔۔۔سارا غصہ اور اکڑ اور حقوق اللہ وحقوق العباد کی پامالی ذہن میں تکبر کی وجہ ہے، کہ میں ایسا ہوں میں ویسا ہوں وغیرہ، اولی الناس نادم اور توبہ کرنے والا ہے۔

ر تخریج القول فی حدیث کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ



۷۸۔۔۔خشوع کا تعلق دل سے ہے نہ کہ گردن سے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی نے ایک نوجوان کو فرمایا۔(کذا فی معارف القرآن جلد ۷۔ ۳۹)

﴿ وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ﴾ (البقرۃ:۴۵)

(وفی البخاری باب فی حل اللغات جلد ۲ ص ۶۴۳)



۷۹۔۔۔امتحان اور آزمائشیں ہر کسی پر آسکتی ہیں، حتی کہ انبیاء علیہم السلام پر بھی آئیں۔



۸۰۔۔۔مختلف امتحانات اور آزمائشوں میں صبر کرنے، شکر کرنے، اور حق پر استقامت اختیار کرنے کے بعد ہی انسان کو امام اور مقتدا بنایا جاتا ہے، صرف ٹوپی اور لباس سے کام نہیں بنتا۔

﴿وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ﴾ (السجدة: ۲۴)



۸۱۔۔۔ہر نیک عمل کے بعد اس کی قبولیت کی دعا بھی کرنی چاہیے، کیا پتہ اس میں نفس کی ملاوٹ ہوگئی ہو۔

وقال تعالى: ﴿وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ (البقرة:۱۲۷)



۸۲۔۔۔اگر کسی مستحب پر عمل فتنے کا باعث ہو تو اس کو ترک کرنا بہتر ہے۔اسی طرح جہاں دین کا مذاق اڑائے جانے کا اندیشہ ہو۔

"ألم ترى أن قومك لما بنوا الكعبة اقتصروا عن قواعد إبراهيم، فقلت: يا رسول الله ألا تردها على قواعد إبراهيم؟ فقال: "لولا حدثان قومك بالكفر" (جلد۲ ص ۶۴۴)



۸۳۔۔۔ہر جگہ تصدیق وتکذیب نہیں کرنی چاہیے، بلکہ کبھی کبھی سکوت کا درجہ بھی اختیار کرنا چاہیے۔

وفي صحيح البخاري: باب لا يسأل أهل الشرك عن الشهادة وغيرها: وقال أبو هريرة: عن النبي صلى الله عليه وسلم: "لا تصدقوا أهل الكتاب ولا تكذبوهم" (جلد ۲ ص ۶۴۴)



۸۴۔۔۔"صراط مستقیم" یعنی جلدی اور آسانی سے جنت لے جانے والا راستہ ہی اصل مقصود ہے، اسی کی دعا بار بار کرنے کا حکم ہے، یہ امت، امتِ وسط ہے یعنی درمیان میں اعتدال کے ساتھ رہنا اور چونکہ معتدل اور وسط میں رہنا مشکل ہے، اس لئے ہر نماز میں

صراط مستقیم کی دعا کی جاتی ہے۔ وسط کے علاوہ افراط میں عمل اور مشقت زیادہ اور ثواب کم ہے، اور تفریط سے دین ہی میں کمی ہو جاتی ہے، جبکہ معتدل راہ میں کام کم اور ثواب زیادہ ہے۔ مگر شیطان ہمیں کبھی دائیں کرتا ہے اور کبھی بائیں۔

باب قوله تعالى: ﴿وكذلك جعلناكم أمة وسطا لتكونوا شهداء على الناس ويكون الرسول عليكم شهيدا﴾ (البقره: ۱۴۳)

(جلد ۲ ص ۶۴۵)



۸۵۔۔۔ اگر کوئی شخص نیک و پرہیز گار ہو، تو اگر کسی وقت اس کے منہ سے ایسا جملہ نکل جائے جو بظاہر شریعت کے مطابق نہ ہو تو فوراً اس پر احکام جاری نہیں کیے جائیں گے، بلکہ مناسب تاویل کی جائیگی۔

وفی صحیح البخاری. باب الصلح فی الدية: فقال أنس بن النضر: أتكسر ثنية الربيع يا رسول الله، لا والذي بعثك بالحق، لا تكسر ثنيتها، فقال: "يا أنس كتاب الله القصاص، فرضي القوم وعفوا، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: إن من عباد الله من لو أقسم على الله لأبره" (جلد ۲ ص ۶۴۷)



۸۶۔۔۔ شریعت میں جو چیز جس درجہ میں ہے، اس کو اسی درجہ میں رکھنا ضروری ہے۔

لما جاء في صحيح البخاري عن عائشة رضي الله عنها، كان عاشوراء يصام قبل رمضان فلما نزل رمضان قال: "من شاء صام، ومن شاء أفطر" (جلد ۲ ص ۶۴۷)



۸۷۔۔۔ کسی کے بارے میں جنتی یا جہنمی ہونے کا قطعی فیصلہ نہیں کرنا چاہیے، ہاں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ظاہر کی جاسکتی ہے۔

يقول: اللهم العن فلانا وفلانا وفلانا بعدما يقول "سمع الله لمن حمده، ربنا ولك الحمد" فأنزل الله: ﴿ليس لك من الأمر شيء﴾ (آل عمران: ۱۲۸) (جلد۲ ص۶۵۶)

وفيه ايضاً: وما يدريك أن الله قد أكرمه؟" فقلت: بأبي أنت يا رسول الله، فمن يكرمه الله؟ فقال: أما هو فقد جاءه اليقين، والله إني لأرجو له الخير، والله ما أدري، وأنا رسول الله، ما يفعل بي قالت: فوالله لا أزكي أحدا بعده أبدا (جلد۱ ص۱۶۶)



۸۸۔۔۔اللہ تعالیٰ حاجت پوری کرنے کیلئے جو بھی جائز نعمت عطا فرمائے، اس کو استعمال کرنا چاہیے۔ کیونکہ رسول ﷺ نے کبھی گدھے، کبھی گھوڑے، کبھی خچر اور کبھی اونٹنی پر سواری فرمائی۔

وفي صحيح البخاري: عن أسامة بن زيد رضي الله عنهما: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم "ركب على حمار عليه قطيفة، وأردف أسامة وراءه" (جلد ۲ ص۶۵۵)



۸۹۔۔۔کسی مجلس میں مسلمانوں کے ساتھ کفار بھی ہوں، تب بھی اس مجلس کو سلام کرنا جائز ہے۔

وفي صحيح البخاري: فإذا في المجلس أخلاط من المسلمين والمشركين عبدة الأوثان واليهود، وفي المسلمين عبدالله بن رواحة، فلما غشيت المجلس عجاجة الدابة، خمر ابن أبي أنفه بردائه وقال: لاتغبروا علينا، فسلم رسول الله صلى الله عليه وسلم عليهم ثم وقف، (جلد ۲ ص۶۵۵)



۹۰۔۔۔دیگر عبادات کی طرح ذکر وفکر بھی عبادت ہے، آجکل لوگوں کو بحمد للہ ذکر کی طرف توجہ ہے، مگر فکر کی طرف توجہ نہیں، اس کی طرف بھی توجہ دلانی چاہیے، (حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی صاحب رحمہ اللہ) لہٰذا دونوں کا اہتمام کرنا چاہیے، ذکر اللہ اور تفکر فی آلاء اللہ، البتہ ذکر اللہ تعالیٰ کا ہونا چاہیے اور فکر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور مخلوقات کا ہونا چاہیے۔

وفی موارد الظمآن لدروس الزمان (۲/ ۲۲۱)

ورأس القسم الأول، الفكر فى آلاء الله ونعمه وأمره ونهيه وطرق العلم به، وبأسمائه وصفاته من كتابه وسُنَّة نبيه ﷺ. وماوالاهما، وَهَذَا الفكر يثمر لصاحبه المحبة، والمعرفة، فإذافكر فِي الآخِرَة وشرفها ودوامها وفى الدُّنيَا وخستها وفنائها أثمر لَهُ ذَلِكَ الرغبة فِي الآخِرَة والزهد فِي الدُّنيَا .



۹۱۔۔۔تکبر کے تین درجے ہیں:

۱۔ دل میں، اس کو مستکبر کہا جاتا ہے۔ اور یہ اصل ہے۔

۲۔ اعمال میں تکبر: اس کو مختال کہا جاتا ہے، یہ تکبر کا دوسرا درجہ ہے۔

۳۔ زبان سے بھی تکبر کا اظہار، اس کو فخور کہا جاتا ہے، کہ "تم نہیں جانتے میں کون ہوں؟" یہ تکبر کا اعلیٰ ترین درجہ ہے قرآن کریم نے تینوں درجوں کا ذکر کیا ہے۔

وفى صحيح البخارى: المختال والختال واحد، (جلد۲ ص ۶۵۹)



۹۲۔۔۔رہبانیت اختیار کرتے ہوئے حلال چیز نہ کھانا اور اسے حرام کی طرح چھوڑ دینا جائز نہیں ہے۔

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴾ (المائدة: ۸۷)



۹۳۔۔۔دین کے مسائل میں عمل کے وقت اتنی گہرائی میں نہیں جانا چاہیے جس سے عمل ہی دشوار ہو جائے۔

لما فی صحیح البخاری فقال رجل: من أبی؟ قال: فلان، فنزلت هذه الآیة: ﴿لا تسألوا عن أشیاء إن تبد لکم تسؤکم﴾ (المائدۃ: ۱۰۱) (جلد۲ ص۶۶۵)



۹۴۔۔۔انسان فرشتوں سے افضل ہے۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی کو بزرگ بننا ہو، تو کہیں اور چلا جائے اور انسان بننا ہو، تو ہمارے پاس آ جائے۔



۹۵۔۔۔چار چیزیں ہیں:۔رہائش،۔آسائش،۔آرائش،۔نمائش، پہلی تین چیزیں جائز ہیں اور آخری چیز ناجائز ہے۔(حضرت تھانوی صاحب رحمہ اللہ)



۹۶۔۔۔کسی چیز میں حد سے تجاوز اچھا نہیں ہے، چاہے وہ دین کا کام ہو یا دنیا کا۔



۹۷۔۔۔اگر شیطان دل میں وسوسے ڈالنا شروع کر دے تو اس سے بحث ومباحثہ نہیں کرنا چاہیے بلکہ رجوع الی اللہ کرنا چاہیے اور تعوذ پڑھنا چاہیے۔

﴿وَإِمَّا يَنْزَغَنَّکَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ إِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ (الأعراف: ۲۰۰)



۹۸۔۔۔شیطانی وساوس بجلی کی ننگی تاروں کی طرح ہیں، ایسی تاروں کو کھینچیں گے یا دھکا دیں گے دونوں صورتوں میں کرنٹ لگے گا، لہٰذا اس کی طرف التفات ہی نہیں کرنا چاہیے، بچ کر گذر جانا چاہیے۔(حضرت تھانوی رحمہ اللہ)



۹۹۔۔۔جب مہمان جائے تو تھوڑی دیر بعد اور آہستگی کے ساتھ دروازہ بند کرنا چاہیے۔

وفی صحیح البخاری :فلم یفعل حتی أغلق بابه فی وجهه، فأقبل أبوبکر إلی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم،فقال أبو الدرداء ونحن عنده:فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم :" أما صاحبکم هذا فقد غامر"(جلد ۲ ص ۶۶۸)



۱۰۰۔۔۔بعض اکابر فرماتے ہیں کہ ایک وقت کا طول ہوتا ہے اور ایک عرض،طول تو سب کیلئے ایک جیسا ہوتا ہے مگر عرض میں کمی زیادتی ہوتی رہتی ہے،بعض لوگ کم عمر میں بہت زیادہ کام کر جاتے ہیں یہ وقت کے عرض میں ہو جاتا ہے اور بعض لوگ زیادہ عمر میں بھی اتنا کام نہیں کر پاتے۔

وفی صحیح البخاری :قال:"خفف علی داود القراءة، فکان یأمر بدابته لتسرج،فکان یقرأ قبل أن یفرغ یعنی. القرآن"(جلد ۲ ص ۶۸۵)



۱۰۱۔۔۔کبھی بھی کوئی ایسا طریقہ اختیار نہیں کرنا چاہیے جس سے قرآن اور شعائر اللہ کی توہین ہو،اسی لئے دوسرے فرقہ کے بڑے لوگوں کو گالی نہیں دینی چاہیے کیونکہ یہ ذریعہ بنے گا اپنے بزرگان دین کو گالی دینے کا۔

وفی صحیح البخاری:کان إذا صلی بأصحابه رفع صوته بالقرآن، فإذا سمعه المشرکون سبوا القرآن ومن أنزله ومن جاء به، فقال اللہ تعالی لنبیه ﷺ:﴿ولا تجهر بصلاتک﴾ (الإسراء:۱۱۰) أی بقراءتک، فیسمع المشرکون فیسبوا القرآن ﴿ولا تخافت بها﴾ (الإسراء:۱۱۰) عن أصحابک فلا

تسمعهم، ﴿وابتغ بين ذلك سبيلا﴾ (الإسراء: ١١٠)"
(صحیح البخاری جلد ۲ ص ۶۸۶)



۱۰۲۔۔۔کفر میں ہمارے اکابر بہت احتیاط کرتے تھے، خوارج کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ملا علی قاری رحمہ اللہ نے نقل فرمایا ہے، جو آگے آرہا ہے، اسی طرح حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فسق کا قول فرمایا، کفر کا نہیں۔



۱۰۳۔۔۔کسی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خوارج کے بارے میں پوچھا کہ اكفار هم ؟قال من الكفرفروا پھر پوچھا کہ امنافقون هم ؟فرمایا المنافقون لايذكرون الله الا قليلا وهولاء يذكرون بكرة واصيلا پھر پوچھا فمن هم؟ فرمایا اخواننا بغوا علينا (مرقاۃ المفاتیح جلد ص مکتبہ حقانیہ پشاور)

وفي صحيح البخاري: حدثني محمد بن بشار، حدثنا محمد بن جعفر، حدثنا شعبة، عن عمرو بن مرة، عن مصعب بن سعد، قال: سألت أبي: ﴿قل هل ننبئكم بالأخسرين أعمالا﴾ (الكهف: ١٠٣): هم الحرورية؟ قال: " لا هم اليهود والنصارى، أما اليهود فكذبوا محمدا ﷺ، وأما النصارى فكفروا بالجنة وقالوا: لاطعام فيها ولا شراب، والحرورية الذين ينقضون عهد الله من بعد ميثاقه " وكان سعد يسميهم الفاسقين (جلد ۲ ص ۶۹۰)



۱۰۴۔۔۔دین کو پورا پورا لینا چاہیے یہ نہیں کہ میٹھا میٹھا ہپ ہپ۔ پھکا پھکا تھو تھو دنیا میں اور دین میں صرف مزے نہیں ہیں، بلکہ غم بھی ہیں لہٰذا جو بھی ہو قبول کر لینا چاہیے، کبھی بدر کبھی احد کبھی کچھ کبھی کچھ۔

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللهَ عَلَى حَرْفٍ فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ اطْمَأَنَّ بِهِ

وَإِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ انْقَلَبَ عَلَى وَجْهِهِ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ذَٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ ﴾ (الحج:۱۱)



۱۰۵۔۔۔حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ نے فرمایا میرے ساتھ یہ علم کی تہمت لگی ہوئی ہے، تو بولنا پڑتا ہے، ورنہ کسی کو میرے بارے میں پتہ بھی نہ چلتا۔



۱۰۶۔۔۔حضرت مولانا عبیداللہ صاحب اشرفی مدظلہم نے فرمایا کہ میرے والد صاحب حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ بانی جامعہ اشرفیہ لاہور فرمایا کرتے تھے کہ عبیداللہ اس طرح زندگی گزارو کہ کسی کو پتہ نہ چلے کہ کون تھا؟ کہاں پیدا ہوا؟ کہاں زندگی گزاری؟ اور کب وفات پائی؟

وفي صحيح البخاري: "فأنت بخير إن شاء الله، زوجة رسول صلی اللہ علیہ وسلم، ولم ينكح بكرا غيرك، ونزل عذرك من السماء" ودخل ابن الزبير خلافه، فقالت: دخل ابن عباس فأثنى علي، وددت أني كنت نسيا منسيا (جلد ۲ ص ۶۹۸)



۱۰۷۔۔۔دین کی آڑ میں دھوکہ دینا اور لوگوں کو ستانا بدترین جرم ہے، اب تاجر داڑھی رکھ کر دھوکہ دیتا ہے، ہمارا ذہن یہ بنا ہوا ہے کہ والدین کو صحیح کرنا ہے، اور بھائی بہن کو اور رشتہ داروں کو نیک بنانا ہے،، پھر اس کیلئے ان کو ستانا اور تکلیف دینا درست سمجھتے ہیں حالانکہ اس کی اجازت نہیں اور اسمیں دین کی بدنامی ہے۔

وفي صحيح البخاري عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده، (جلد ۱ ص ۶)



۱۰۸۔۔۔بہترین کھانا وہ ہے جو اپنے ہاتھوں کی کمائی سے ہو، حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کا واقعہ جس میں انہوں نے ایک یہودی سے کچھ کھجور کے عوض اس کے کنویں سے پانی کے ڈول نکالے، اور رزق حلال کمایا۔



۱۰۹۔۔۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بہترین خوراک حضرت داؤد علیہ السلام کا عمل تھا کہ یاکل من کسب یدہ.

﴿ أَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴾ (سبأ: ۱۱)



۱۱۰۔۔۔ہمارے اکابر فرماتے ہیں تبلیغ اور تعلیم دین یعنی دین کے کاموں پر اجرت طلب نہیں کرنی چاہیے، ہاں اگر کوئی خود سے دے تو لے سکتا ہے، نیز شرعی سوال کے جواب میں تکلف نہیں کرنا چاہیے، معلوم نہ ہو تو عدم علم کا اظہار کر دے۔

لما جاء فی صحیح البخاری: یاأیها الناس، من علم شیئا فلیقل به، ومن لم یعلم فلیقل الله أعلم، فإن من العلم أن یقول لما لا یعلم الله أعلم، قال الله عزوجل لنبیه صلی الله علیه وسلم: ﴿قل ما أسألکم علیه من أجر وما أنا من المتکلفین﴾ (جلد ۲ ص ۷۱۰)



۱۱۱۔۔۔عالم کو چاہیے کہ انذار و تبشیر دونوں کو ساتھ لیکر چلے صرف تبشیر سے لوگ دلیر ہوجاتے ہیں اور صرف انذار سے لوگ مایوس ہوجاتے ہیں، اسی لئے قرآن کریم میں دونوں مضامین کا ذکر ہے، اگر جنت کا ذکر ہے، تو فوراً جہنم کا تذکرہ ہے، یعنی دونوں کا ذکر ساتھ ساتھ چلتا ہے۔

﴿وأن المسرفین هم أصحاب النار﴾ (غافر: ۴۳) ولکنکم تحبون أن تبشروا بالجنة علی مساویء أعمالکم، وإنما بعث الله

محمداصلى الله عليه وسلم مبشرابالجنة لمن أطاعه، ومنذرابالنارمن عصاه" (جلد۲ ص ۷۱۱)



۱۱۲۔۔۔انسان کو اپنی اصلاح خود کرنی چاہیے، کیونکہ یہ دنیا ہے، یہاں آپ کسی کی آنکھیں بند نہیں کرسکتے، اور نہ ہی سارے انسانوں کی زبانیں آپ بند کرسکتے ہیں، نیز جب بھی انسان سے کوئی غلطی ہوجائے تو چاہیے کہ اس پر صدقہ کرے یا کوئی نفلی عمل کرے۔

لما جاء في صحيح البخاری :قال رسول الله ﷺ:" من حلف فقال في حلفه: واللات والعزى، فليقل: لا إله إلا الله، ومن قال لصاحبه: تعال أقامرك، فليتصدق" (جلد۲ ص ۷۲۰)



۱۱۳۔۔۔قرآن کریم سے استنباط وہی کرسکتا ہے جس کو تمام آیات کریمہ، تمام احادیث صحیحہ کا علم ہو، تمام اجماعی مسائل کو جانتا ہو اور قیاس کے طرق صحیحہ اور فاسدہ کا علم ہو۔

﴿وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ﴾ (النساء:۸۳)



۱۱۴۔۔۔اپنے اہل وعیال کی ضروریات پوری کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنا چاہیے، تاکہ گھر والے دوسروں کے محتاج نہ ہوں۔

وفي صحيح البخاری:عن عمر رضي الله عنه، قال :"كانت أموال بني النضير مما أفاء الله على رسوله صلى الله عليه وسلم، مما لم يوجف المسلمون عليه بخيل ولا ركاب، فكانت لرسول الله ﷺ خاصة، ينفق على أهله منها نفقة سنته، ثم يجعل ما بقي في السلاح والكراع، عدة في سبيل الله" (جلد ۲ ص ۷۲۵)



استاذ محترم نے فرمایا

۱۱۵۔۔۔بات سوچ سمجھ کر کرنی چاہیے اور نتیجہ کو دیکھنا چاہیے تاکہ بعد میں پریشانی نہ ہو۔

۱۱۶۔۔۔کافر کیساتھ معاملات ،مواسات ،اور معاہدات جائز ہیں ،موالات یعنی دلی محبت جائز نہیں ہے۔ لقولہ تعالی:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ ﴾ (الممتحنۃ: ۱)

۱۱۷۔۔۔بیعتِ تقوی ''کرنے'' کا نام نہیں بلکہ ''نہ کرنے'' کا نام ہے یعنی ہر قسم کے گناہوں سے بچنے کا نام ہے، آیتِ بیعت (جو سورۃ الممتحنۃ میں ہے) اور صحاح کی حدیثِ عبادۃ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ایسی بیعت کا ذکر ہے، مگر ان دونوں جگہ میں سب نہ کرنے کی چیزیں ہیں، جیسے فرمایا'' ولا یشرکن ولا یزنین ، ولا یقتلن ..... لآیۃ ولا تزنوا ولا تقتلوا ولا تاتوا ببھتان''...الحدیث (صحیح البخاری جلد ۱ ص ۷)

۱۱۸۔۔۔ایمان عجیب چیز ہے اس کی وجہ سے ہر چیز کا مزہ دگنا ہوجاتا ہے، اچھا کھانا ملے، تو کافر تو یوں کہے گا کہ ''مزیدار کھانا ہے واہ'' اور مسلمان کہے گا کہ ''مزیدار کھانا ہے مجھے میرے رب نے عطا فرمایا ہے'' جیسے ایک ہی مٹھائی کسی نے جا کر خرید لی اور دوسرے کو س کے محبوب کے ہاتھ سے ملی ، دونوں کے مزہ اور لذت میں نمایاں فرق ہوگا۔ (استاد محترم فظہ اللہ ورعاہ کے مرشد حضرت حاجی محمد شریف صاحب رحمہ اللہ کا ملفوظ)

﴿ وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللهِ يَهْدِ قَلْبَهُ ﴾ (التغابن: ۱۱)

۱۱۹۔۔۔عورتوں کا مکر شیطان کے مکر سے بھی بڑھ کر ہے۔

﴿ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا ﴾ (النساء: ۷۶) وقال تعالی:

﴿ قَالَ إِنَّهُ مِنْ كَيْدِكُنَّ إِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيمٌ ﴾ (یوسف: ۲۸)

۱۲۰۔۔۔ایک بزرگ کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ حضرت میری اولاد نہیں ہورہی، میں کیا کروں؟ فرمایا استغفار کرو، دوسرا شخص آیا اور عرض کیا کہ حضرت علاقہ میں قحط ہے، فرمایا استغفار کرو، اسی طرح مختلف لوگوں کو ان کی مختلف پریشانیوں کا حل صرف استغفار بتایا، شاگرو نے عرض کیا کہ حضرت سب بیماریوں کیلئے ایک ہی علاج؟ تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن کریم میں فرمایا ہے:

﴿ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ﴿﴾ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُم مِدْرَارًا ﴿﴾ وَيُمْدِدْكُم بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَل لَّكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَل لَّكُمْ أَنْهَارًا﴾ (نوح: ۱۱، ۱۲)



۱۲۱۔۔۔سبق کے دوران یاد کرنا صحیح نہیں ہے، کیونکہ اس سے معاملہ الجھ جائیگا، بلکہ غور سے سننا چاہیے بعد میں خود بخود یاد ہو جائیگا۔

﴿ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ .إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ﴾ (القیامۃ: ۱۶، ۱۷)



حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا:

۱۲۲۔۔۔حالات اور کیفیات بدلتی رہتی ہیں، انسان کو اعمال پر استقامت اختیار کرنی چاہیے، کیونکہ حالات اور کیفیات ایک حال میں نہیں رہتے، لہٰذا ان کی طرف التفات نہیں کرنی چاہیے۔



۱۲۳۔۔۔کسی نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ حضرت نماز میں مزہ نہیں آرہا، تو جواب میں فرمایا مزہ تو مذی میں ہے، مطلب یہ تھا کہ نماز سے مزہ مطلوب نہیں بلکہ اطاعت خداوندی مقصود ہے، ایک مرتبہ فرمایا: میں مبارک باد دیتا ہوں اس شخص کو جس کو ساری عمر نماز میں مزہ نہیں آیا، مگر وہ پھر بھی پڑھتا رہا، کہ اس نے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے عبادت کی، نفس کی آمیزش نہیں ہوئی۔

کتاب التفسیر

۱۲۴۔۔۔تبلیغ میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے، لیکن کسی پر مسلط بھی نہیں ہونا چاہیے، تبلیغ کا مطلب پہنچانا ہے منوانا نہیں۔

لقوله تعالی: ﴿لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ﴾ (الغاشية: ۲۲)



۱۲۵۔۔۔توشہ لینا توکل کے خلاف نہیں ہے۔

لما فی صحیح البخاری: عن ابن عباس رضی الله عنهما، قال: (ص: ۱۳۴) "كان أهل اليمن يحجون ولا يتزودون، ويقولون: نحن المتوكلون، فإذا قدموا مكة سألوا الناس، فأنزل الله تعالى: ﴿وتزودوا فإن خير الزاد التقوى﴾ (البقرة: ۱۹۷) رواه ابن عيينة، عن عمرو، عن عكرمة مرسلا (جلد ۱ ص ۲۰۶)



۱۲۶۔۔۔کبھی بھی کسی نیکی کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے۔

لما فی صحیح البخاری: عن أبی هريرة، قال: كان النبی صلی الله عليه وسلم (ص: ۱۱) يقول: "يا نساء المسلمات، لا تحقرن جارة لجارتها ولو فرسن شاة" (جلد ۲ ص ۸۸۹)

(حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے باندی کو انگور کا ایک دانہ دیا کہ باہر فقیر کو دے آؤ جس نے سوال کیا تھا، باندی ہچکچائی، تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے قرآن کریم

کی یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ﴾ (الزلزال:۷)



۱۲۷۔۔شیطان کے وساوس کی طرف توجہ نہیں دینی چاہیے، بلکہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں لگنا چاہیے اور اعوذ باللہ پڑھ کر وساوس کو دفع کرنا چاہیے۔

وقال الله عزوجل: ﴿وَقُلْ رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ. وَأَعُوذُ بِكَ رَبِّ أَنْ يَحْضُرُونِ﴾ (المؤمنون:۹۷،۹۸)

وقال تعالى جل شانه: ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ (الناس: ۱)

حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتویؒ کے مسح کا واقعہ کہ شیطان نے وسوسہ ڈالا کہ تو نے مسح نہیں کیا ہے، حضرت رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ تو مسح کا اعادہ کرلیا، مگر پھر اعادہ نہیں کیا، اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرو گے تو شیطان تمہیں اپنی طرف متوجہ نہیں کر سکے گا، کہ "النفس لا تتوجه الى شيئين فى آن واحد" لہٰذا ایک چیز کی طرف توجہ دینی چاہیے۔



۱۲۸۔۔۔رسول اللہ ﷺ کی مجلس خشک نہیں ہوتی تھی، بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین فرماتے تھے کہ اگر ہم دنیا کا یا کھانے کا تذکرہ کرتے تو آپ ﷺ بھی اس میں شریک ہو جاتے، اسی طرح اگر آخرت کا تذکرہ ہوتا تو آپ ﷺ آخرت کے تذکرہ میں ہمارے ساتھ شریک ہو جاتے، وغیرہ۔

وفي شمائل الترمذي : دخل نفر على زيد بن ثابت فقالوا له حدّثنا أحاديث رسول الله ﷺ، قال : ماذا أحدّثكم؟ كنت جاره فكان إذا نزل عليه الوحي بعث إليّ فكتبته له فكنّا إذا ذكرنا الدنيا ذكرها معنا، وإذا ذكرنا الآخرة ذكرها معنا، وإذا ذكرنا الطّعام ذكره معنا، (شمائل ترمذی (ترمذی جلد ۲ ص ۲۳ قدیمی)



۱۲۹۔۔۔لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ، رسول خدا ﷺ، اور اولیاء اللہ کی محبت بٹھانی چاہیے، اس سے ایمان کو تازگی ملتی ہے، میں اپنے والد صاحب کے ساتھ دکان انار کلی لاہور میں بہت بیٹھا ہوں، میرے والد صاحب رحمہ اللہ شاعر بھی تھے، اور ان کے پاس مختلف شاعر، ادیب اور سیاستدان آتے تھے، ان میں سے بہت سے دین میں کمزور تھے، لیکن جب ان کے سامنے رسول کریم ﷺ کا نام نامی آجاتا، تو ان کے آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے، لوگوں کے دلوں میں ایمان چھپا ہوتا ہے، وہ عینِ وقت پر سامنے آجاتا ہے، اس چھپے ہوئے ایمان کو نکالنے کی کوشش کرنی چاہیے۔



۱۳۰۔۔۔ دین کے کسی خاص شعبہ میں اگر کوئی لگا ہو اور دوسروں کو اچھی نظر سے دیکھتا ہو، تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، کیونکہ تمام شعبے اور شئون آپ ﷺ میں جمع تھے، بعد میں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں ایک ایک صفت غالب ہوگئی، مثلاً کوئی قاری، (سیدنا ابی بن کعبؓ) کوئی مفسر (سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ) کوئی محدث (سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ) اور کوئی اشد حیاءً (سیدنا عثمانؓ) اور کوئی اقضی، اعدل وارحم وغیرہ۔

لما فی صحیح البخاری: قال :قال عمر رضی اللہ عنہ: "أقرؤنا أبی، وأقضانا علی، وإنا لندع من قول أبی، وذاک أن أبیا یقول: لا أدع شیئا سمعته من رسول اللہ ﷺ". وقد قال اللہ تعالی: ﴿ما ننسخ من آیة أو ننسها﴾ (البقرة :۱۰۶) (جلد۲ ص ۶۴۴)



۱۳۱۔۔۔اگر کسی میں کوئی اچھی صفت ہو تو اس کو بیان کرنا کوئی ریا یا تکبر نہیں ہے، مگر خود کو افضل اور دوسروں کو مفضول سمجھنا صحیح نہیں ہے۔

لما فی صحیح البخاری :ان عبد اللہ بن مسعود فقال:...واللہ لقد علم أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم أنی من أعلمهم بکتاب اللہ، وما أنا بخیرهم،(ج۲ ص ۷۴۸)

۱۳۲۔۔۔بعض چیزوں کا ثواب زیادہ مل جاتا ہے، مگر اس چیز کے خواص اور آثار نہیں ملتے، جیسے ڈاکٹر کہے کہ یہ کیپسول دو روٹیوں کی طاقت رکھتا ہے، یہ دو کیپسول کھالو یہ دو روٹیوں کے برابر ہے، مگر خالی دو کیپسول پر گذارہ نہیں ہوسکتا، روٹی ساتھ ساتھ کھانی ہی پڑیگی، اسی طرح حدیث میں ہے کہ فجر کی جماعت کے بعد اشراق تک بیٹھنے سے حج اور عمرہ کا ثواب ملتا ہے، تو اس سے حج اور عمرہ کا ثواب تو مل جائیگا، لیکن اس سے حج اور عمرہ کے خواص حاصل نہیں ہونگے۔



۱۳۳۔۔۔حضرت سید نفیس شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا:

اہل بیت (اور اسی طرح اولیاء اللہ) ہمارے نزدیک بہت زیادہ قدر منداور عزت منداور بلند مرتبہ والے اور قابل قدر ہیں، افسوس ہمارے لوگوں نے اہل بیت کو شیعوں کے حوالے کردیا ہے اور اولیاء اللہ کو بریلویوں کے حوالے کردیا ہے۔

لما فی صحیح مسلم :ووعظ وذکر، ثم قال:"أما بعد، ألا أیها الناس فإنما أنا بشر یوشک أن یأتی رسول ربی فأجیب، وأنا تارک فیکم ثقلین :أولهما کتاب الله فیه الهدی والنور فخذوا بکتاب الله، واستمسکوا به "فحث علی کتاب الله ورغب فیه، ثم قال:وأهل بیتی أذکرکم الله فی أهل بیتی، أذکرکم الله فی أهل بیتی، أذکرکم الله فی أهل بیتی (جلد ۲ ص ۲۷۹ ،باب فضائل سیدنا علی بن ابی طالب رضی الله تعالیٰ عنه)



۱۳۴۔۔۔دنیاوی چیزوں پر رشک نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ معلوم نہیں کہ جس کے پاس وہ چیز ہے وہ اس کیلئے خیر ہے یا شر؟ اور آپ کیلئے خیر ہوگی یا شر؟ البتہ دو آدمیوں پر رشک جائز ہے، صاحب قرآن اور سخی۔

لما فی صحیح البخاری:"لا حسد إلا علی اثنتین :رجل آتاه الله

الکتاب، وقام به آناء اللیل، ورجل أعطاه الله مالا، فهو یتصدق به آناء اللیل والنهار "(جلد۲ ص ۱۵۷)



۱۳۵۔۔۔نیکی میں اتنا زیادہ لگ جانا کہ اس سے لوگوں کے حقوق متاثر ہو جائیں، جائز نہیں ہے، بلکہ اعتدال سے رہنا چاہیے، جس میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کی رعایت ہو۔

لما فی صحیح البخاری: باب ما یکره من التعمق والتنازع فی العلم، والغلو فی الدین والبدع...الخ (جلد۲ ص ۱۰۸۴)



۱۳۶۔۔۔ہمارے اکابرین کوشش کرتے ہیں کہ بے دین کو دین میں لے آئیں، اور دین میں غلو کرنے والے کو اعتدال میں لے آئیں۔

قال الله عزوجل:

﴿یَا أَهْلَ الْکِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِینِکُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللهِ إِلَّا الْحَقَّ﴾
(النساء: ۱۷۱)



۱۳۷۔۔۔ ہمارے استاد مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ:

النکاح، سرور شهر، غموم دهر، کسور ظهر، نزول قبر



۱۳۸۔۔۔حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کو جمع کرنا بہت مشکل کام ہے، اس لئے ان دونوں پر عامل شخص کیلئے فرمایا کہ اس کیلئے دو اجر ہیں۔

لما فی صحیح البخاری: قال رسول الله ﷺ:" ثلاثة لهم أجران: رجل من أهل الکتاب، آمن بنبیه وآمن بمحمد ﷺ، والعبد المملوک إذا أدى حق الله وحق موالیه، الحدیث (جلد۱ ص ۲۰)



۱۳۹۔۔۔زن، زر، زمین، یہ تین چیزیں انسان کو بہت سے فتنوں میں مبتلا کر دیتی ہیں۔



۱۴۰۔۔۔ بہت سے چیزیں ہمیں اپنے معاشرے میں اچھی نہیں لگتی، مگر شرعاً ان میں کوئی قباحت نہیں ہے، جیسے کسی عورت کا اپنے کو کسی مرد پر نکاح کیلئے پیش کرنا، یا کسی شخص کا بیٹی یا بہن کو کسی صالح مرد پر پیش کرنا۔

لما فی صحیح البخاری حدثنا عبد العزیز بن أبی حازم، عن أبیه، أنه سمع سهلا، یقول :جاء ت امرأة إلی النبی ﷺ فقالت: جئت أهب نفسی، فقامت طویلا، ...الحدیث(جلد ۲ ص ۷۷۱)



۱۴۱۔۔۔اچھے گمان کیلئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں، مگر بدگمانی کیلئے دلیل کی ضرورت ہے۔

لما فی صحیح البخاری :عن أبی هریرة، قال :قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم :إیاکم والظن، فإن الظن أکذب الحدیث، ولا تحسسوا ولا تجسسوا، (جلد۲ ص ۸۹۵)



۱۴۲۔۔۔حضرت مولانا سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ نے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کو ان کی بیماری کے زمانہ میں خط لکھا کہ پروفیسر ابراہیم عیسی صاحب رحمہ اللہ کی بیٹی کی شادی میں شریک ہوا، تو ان کو اپنے شیخ کی تصویر پایا، حضرت نے حضرت مفتی جمیل احمد تھانوی صاحب رحمہ اللہ سے (جو حضرت کی طرف سے جواب لکھ رہے تھے) فرمایا کہ لکھدو، مگر تصویر میں ترقی کی صلاحیت نہیں ہوتی اور خط میں یہ بھی تھا کہ علاقے والے بہت زیادہ مہر رکھتے ہیں، انہوں نے بہت کم مہر رکھا ہے، حضرت نے فرمایا کہ آگے لکھدو مگر ایک بے زبان پر ظلم ہوا حضرت مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی رحمہ اللہ نے عرض کیا کہ حضرت کیا

وہ اس کا مطلب سمجھ جائیں گے؟ فرمایا کہ وہ تو علامہ ہیں، مگر بعد میں علامہ سید سلمان ندوی رحمہ اللہ کا خط آیا کہ میں اس جملہ کا مطلب نہیں سمجھ سکا، تو حضرتؒ نے فرمایا کہ کسی خاندان میں جتنا مہر مقرر کیا جاتا ہے، وہاں اس سے کم مہر مقرر کرنا عورت پر ظلم ہے، اس کی صریح اجازت کے بغیر ایسا نہ کریں، ہاں خاندان والے مل کر مہر مثل کم مقرر کرلیں تو درست ہے۔



۱۴۳۔۔۔ جو چیز اللہ تعالیٰ نے جیسی بنائی ہے اور جس صفت کیساتھ بنائی ہے، اس پر اسی طرح صبر کرنا چاہیے، جیسے عورتوں کے بارے میں ہے کہ یہ ٹیڑھی پسلی کی طرح ہیں، ناقصات العقل ہیں، لہٰذا ان کے ساتھ اسی طرح گزارا کرنا چاہیے، مار پیٹ سے صحیح نہیں ہونگی، بلکہ مصلحت کے ساتھ زندگی گزارنی چاہیے، ان کو انہی صفات کے ساتھ رکھنا پڑتا ہے۔

لما فی صحیح البخاری عن أبی هريرة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "المرأة كالضلع، إن أقمتها كسرتها، وإن استمتعت بها استمتعت بها وفيها عوج" (جلد ۲ ص ۷۷۹)



۱۴۴۔۔۔ جب حقوق العباد اور نوافل کا تعارض آ جائیگا، تو نوافل کو مؤخر کیا جائیگا، حتی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے قضا روزے شعبان میں رکھتی تھیں، تا کہ رسول اللہ ﷺ کو کوئی تکلیف نہ ہو۔

وجاء فی صحیح البخاری عن أبی سلمة، قال :سمعت عائشة رضی الله عنها، تقول: كان " يكون علی الصوم من رمضان، فما أستطيع أن أقضی إلا فی شعبان" قال يحيى :الشغل من النبی أو بالنبی ﷺ (جلد ۱ ص ۲۶۱)



۱۴۵۔۔۔ غیرت ایک فطری امر ہے جب تک یہ حدود شرعیہ کے اندر ہو محمود ہے۔

صحیح البخاری (۷/۳۵).

قال سعد بن عبادة :لو رأيت رجلا مع امرأتی لضربته بالسيف غير مصفح، فقال النبی صلی الله عليه وسلم: "أتعجبون من غيرة سعد لأنا أغير منه، والله أغير منی" (جلد ۲ ص ۷۸۵ باب الغيرة)



۱۴۶۔۔۔دوسروں کے عیوب تلاش کرنا ایسا ہے جیسے دوسروں کے پیشاب یا پاخانہ میں ہاتھ ڈالنا، لہٰذا گندگی سے دور رہنا چاہیے۔

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ ﴾
(الحجرات: ۱۲)

ے

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد   کسے را با کسے کارے نباشد



۱۴۷۔۔۔گھر وہ ہوتا ہے جس میں سکون ہو، راحت ہو اور شور و ہنگامہ سے دور ہو۔

﴿ وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ سَكَنًا وَجَعَلَ لَكُمْ مِنْ جُلُودِ الْأَنْعَامِ بُيُوتًا تَسْتَخِفُّونَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ إِقَامَتِكُمْ ﴾ (النحل: ۸۰)

وفی صحيح البخاری: فقال: يا رسول الله: هذه خديجة قد أتت معها إناء فيه إدام، أو طعام أو شراب، فإذا هی أتتک فاقرأ عليها السلام من ربها ومنی وبشرها ببيت فی الجنة من قصب لا صخب فيه، ولا نصب (جلد ۱ ص ۵۳۶)



۱۴۸۔۔۔ایوب خان مرحوم کے زمانے میں حضرت مولانا ادریس کاندھلوی صاحب

رحمہ اللہ مکہ مکرمہ تشریف لے گئے، اور وہاں انڈیا کے بعض علماء بھی آئے ہوئے تھے، انہوں نے ایوب خان کے رذائل بیان کرنا شروع کیے اور جواہر لال نہرو کی تعریفیں شروع کیں، حضرت سنتے رہے، جب گاڑی میں ہوٹل کے قریب پہنچے تو فرمایا کہ تم نے ایوب خان کے سارے رذائل اور جواہر لال نہرو کے سارے فضائل بیان کردیے، مگر قرآن کہتا ہے کہ ولعبد مومن خیر من مشرک ولو اعجبکم اور ولو اعجبکم کہتے ہوئے انگلی سے ان کی طرف اشارہ کیا۔

وقال اللہ تبارک وتعالی:

﴿وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ أُولَٰئِكَ يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ﴾ (البقرة: ۲۲۱)



۱۴۹۔۔۔ عورت کے مس اور خلوت میں حد درجہ احتیاط کرنی چاہیے، نامحرم سے نہ مصافحہ جائز نہ خلوت۔

لما فی صحیح البخاری: عن ابن عباس رضی اللہ عنہما، أنه: سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم، یقول: لا یخلون رجل بامرأة، لا تسافرن امرأة إلا ومعها محرم، (جلد ۲ ص ۷۸۴)



۱۵۰۔۔۔ صدقات اور نیک امور پر خرچ اعتدال کے ساتھ ہونا چاہیے، تاکہ بعد میں پریشان نہ ہونا پڑے، اور دوسروں سے مانگنا اور سوال کرنا نہ پڑ جائے، اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کسی اور صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پورا مال خرچ کرنے کی اجازت نہیں دی، حدیث پاک کعب بن مالک اور حدیث ابی لبابہؓ میں میں صراحت ہے، امسک بعض مالک فهو خیر لک اور حدیث سعد بن ابی وقاصؓ میں آپ نے فرمایا: إنک أن تذر ورثتک أغنیاء، خیر من أن تذرهم عالة یتکففون الناس اور ابوداود کی روایت میں آپ ﷺ نے اس شخص پر سونا پھینک کر

مارا، جس نے اپنا سارا سونا رسول اللہ ﷺ کو بطور صدقہ پیش کیا، اور آپ ﷺ نے اس پر سخت ناراضگی ظاہر فرمائی۔ ہمارے بزرگ فرماتے ہیں کہ زہد کرنا ہے تو اپنے اوپر کرو مگر اپنے اہل وعیال پر خرچہ کرتے رہو۔

لما في صحيح البخاري. عن أبي هريرة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: خير الصدقة ما كان عن ظهر غنى، وابدأ بمن تعول (جلد ا ص ۱۹۲)

وفي سنن أبي داود (۱۲۸/۲)

باب الرجل يخرج من ماله

فأعرض عنه رسول الله ﷺ، ثم أتاه من قبل ركنه الأيمن، فقال: مثل ذلك، .... ثم أتاه من خلفه، فأخذها رسول الله ﷺ فحذفه بها، فلو أصابته لأوجعته، أو لعقرته، فقال رسول الله ﷺ: "يأتي أحدكم بما يملك، فيقول: هذه صدقة، ثم يقعد يستكف الناس، خير الصدقة ما كان عن ظهر غنى".



۱۵۱۔۔۔تسبیحاتِ فاطمی صرف آخرت کے اجر کیلئے نہیں بلکہ دنیاوی وجسمانی قوت کیلئے بھی عطا کی گئی ہیں، جس سے انسان دنیا میں اہم امور انجام دے سکتا ہے، حدیث تسبیحات فاطمی اس پر شاہد ہے، البتہ بعد میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خدمت کیلئے ایک غلام بھی دیدیا تھا، تاکہ وہ باہر کے کام کر سکے، جیسا کہ ابوداؤد کی روایت میں آتا ہے۔



۱۵۲۔۔۔دوسروں پر بوجھ نہیں بننا چاہیے بلکہ اپنی محنت سے گزارا کرنا چاہیے۔

وقال الله تعالى عز وجل: ﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا أَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلَى شَيْءٍ وَهُوَ كَلٌّ عَلَى مَوْلَاهُ أَيْنَمَا يُوَجِّهْهُ لَا يَأْتِ

بِخَیْرٍ هَلْ یَسْتَوِی هُوَ وَمَنْ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ﴾ (النحل: ۷۶)

ولما فی صحیح مسلم :قال رسول الله ﷺ :"المؤمن القوی، خیر وأحب إلی الله من المؤمن الضعیف، وفی کل خیر احرص علی ما ینفعک، واستعن بالله ولا تعجز، وإن أصابک شیء، فلا تقل لو أنی فعلت کان کذا وکذا، ولکن قل قدر الله وما شاء فعل، فإن لو تفتح عمل الشیطان" (جلد ۲ ص ۳۳۸ق)



۱۵۳۔۔۔دینِ اسلام ایک فلاحی دین ہے، اس میں ہر ایک کا لحاظ رکھا گیا ہے کہ اور ہر ایک کا نفقہ کسی نہ کسی پر ہوتا ہے اگر کسی کا کوئی نہ ہو تو اس کا نفقہ بیت المال پر لازم کیا گیا ہے۔(ماشاءاللہ،الحمدللہ)

وفی صحیح البخاری :فقالت خدیجة :کلا والله ما یخزیک الله أبدا، إنک لتصل الرحم، وتحمل الکل، وتکسب المعدوم، وتقری الضیف، وتعین علی نوائب الحق،(جلد ۱ ص ۳)



۱۵۴۔۔۔ایک دفعہ احقر نے حضرت مولانا مسیح اللہ صاحب قدس سرہ کی ناشتہ کی دعوت کی، حضرت تشریف لائے، ناشتہ کے بعد احقر نے عرض کیا کہ حضرت کچھ نصیحت فرمادیں،تو حضرت نے فرمایا کہ کلو من الطیبات واعملوا صالحا اور ترجمہ بڑا پیارا فرمایا کھاؤ اچھی اچھی چیزیں اور کام کرو اچھے اچھے پھر فرمایا کہ جس طرح کا کھانا ہوگا اس طرح کے اعمال ہونگے، اور فرمایا کہ چیز ظاہراً و باطناً اچھی ہونی چاہیے، ظاہراً طیب کا معنی ہے کہ چیز پاک صاف اچھی اور عمدہ پکائی گئی ہو، اور باطناً طیب کا معنی ہے کہ اسے حلال غیر مشکوک آمدنی سے حاصل کیا گیا ہو۔

لما فی صحیح مسلم عن أبی هریرة، قال :قال رسول الله ﷺ "أیها الناس، إن الله طیب لا یقبل إلا طیبا، وإن الله أمر المؤمنین

بما أمر به المرسلين، فقال: ﴿يا أيها الرسل كلوا من الطيبات واعملوا صالحا، إني بما تعملون عليم﴾ (المؤمنون: ۵۱) وقال: ﴿يا أيها الذين آمنوا كلوا من طيبات ما رزقناكم﴾ (البقرة: ۱۷۲) ثم ذكر الرجل يطيل السفر أشعث أغبر، يمد يديه إلى السماء، يا رب، يا رب، ومطعمه حرام، ومشربه حرام، وملبسه حرام، وغذي بالحرام، فأنى يستجاب لذلك؟ (جلد ۱ ص ۳۲٦ق)



۱۵۵۔۔۔کھانا تو مباح ہے، اصل چیز کھلانا ہے، اسی لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الاطعمۃ کی ابتداء اطعام کے باب سے کی ہے اور کھلانے والا شکریہ کا بھی طلب گار نہ ہو، انما نطعمکم لوجه الله .... الآیۃ مگر کھانے والے کو شکریہ ادا کرنا چاہیے، کیونکہ حدیث ہے من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ۔

لما فی سنن أبی داود (۲۵۵/۴)

باب فی شکر المعروف

عن أبی هريرة، عن النبی صلی الله عليه وسلم قال: "لا يشكر الله من لا يشكر الناس"



۱۵٦۔۔۔دنیا دار لوگ کہتے ہیں کہ دنیا کی ہر چیز اچھی سے اچھی ہونی چاہیے اور دیندار لوگ کہتے ہیں کہ ادنی سے ادنی ہو، دونوں باتیں صحیح نہیں ہیں، بلکہ منجانب اللہ جو حلال میسر آجائے اسے استعمال کرنا چاہیے۔

لما فی صحيح البخاری: عن أبی حازم، عن أبی هريرة رضی الله عنه، قال: ما عاب النبی صلی الله عليه وسلم طعاما قط، إن اشتهاه أكله وإلا تركه" (جلد ۲ ص ۸۱۴)

۱۵۷۔۔۔نفی نہی کو مستلزم نہیں، لہٰذا اگر کسی روایت میں کسی چیز کی نفی آئی ہو تو اس چیز کا

استعمال ناجائز نہیں، فی نفسہ اس کا استعمال جائز ہے، اس میں بہت غلطی ہو رہی ہے۔

لما فی صحیح البخاری :عن قتادة، عن أنس رضی الله عنه، قال: "ما علمت النبی صلی الله علیه وسلم أكل على سكرجة قط، ولا خبز له مرقق قط، ولا أكل على خوان قط قيل لقتادة: فعلام كانوا يأكلون؟ قال: "على السفر" (جلد ۲ ص ۸۱۱)



۱۵۸۔۔۔ فرائض وواجبات حقوق اللہ وحقوق العباد میں خوب سختی کرنی چاہیے، سنن اور نوافل میں نرمی کرنی چاہیے۔

وفی کشف الأسرار شرح أصول البزدوی (۲/۳۰۳)

أَمَّا الْفَرْضُ فَحُكْمُهُ اللُّزُومُ عِلْمًا وَتَصْدِيقًا بِالْقَلْبِ، وَهُوَ الْإِسْلَامُ وَعَمَلًا بِالْبَدَنِ، وَهُوَ مِنْ أَرْكَانِ الشَّرَائِعِ وَيَكْفُرُ جَاحِدُهُ وَيُفَسَّقُ تَارِكُهُ بِلَا عُذْرٍ، وَأَمَّا حُكْمُ الْوُجُوبِ فَلُزُومُهُ عَمَلًا بِمَنْزِلَةِ الْفَرْضِ لَا عِلْمًا عَلَى الْيَقِينِ لِمَا فِي دَلِيلِهِ مِنْ الشُّبْهَةِ حَتَّى لَا يَكْفُرَ جَاحِدُهُ وَيُفَسَّقَ تَارِكُهُ......... وَالزَّوَائِدُ أَيْ وَالنَّوْعُ الثَّانِي الزَّوَائِدُ، وَهِيَ الَّتِي لَا يَتَعَلَّقُ بِتَرْكِهَا كَرَاهَةٌ، وَلَا إسَاءَةٌ نَحْوُ تَطْوِيلِ الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلَاةِ....الخ



۱۵۹۔۔۔ عام انسان کی طرح زندگی گزارنی چاہیے، حضرت اور بزرگ بن کر نہیں رہنا چاہیے، عام لوگوں کے ساتھ زندگی گزارنے میں خود کو بھی فائدہ ملتا ہے کہ انسان میں بڑائی کا خناس نہیں آتا، اور دوسروں کو بھی فائدہ ہوتا ہے کیونکہ آپ ان کے ساتھ زندگی گذار کر انہیں وقتاً فوقتاً سمجھا سکیں گے، اور ان کو آپ سے سیکھنے کا موقع ملے گا، جیسے رسول اللہ ﷺ کی زندگی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ تھی۔

لما فی صحیح البخاری :أخبرنی جابر بن عبد الله، قال: كنا مع

رسول الله ﷺ بمر الظهران نجني الكباث، فقال: "عليكم بالأسود منه فإنه أيطب" فقال: أكنت ترعى الغنم؟ قال: نعم، وهل من نبي إلا رعاها" (جلد ۲ ص ۸۲۰)



۱۶۰۔۔۔اللہ تعالیٰ نے ہمارے جذبات کی بہت ہی زیادہ رعایت کی ہے اور بہت آسان دین بھیجا ہے، اور نبی کریم ﷺ ہمارے اوپر کتنے شفیق تھے؟ اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔

لما في صحيح البخاري: عن ابن عمر، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إذا وضع عشاء أحدكم وأقيمت الصلاة، فابدء وا بالعشاء ولا يعجل حتى يفرغ منه" وكان ابن عمر: يوضع له الطعام، وتقام الصلاة، فلا يأتيها حتى يفرغ، وإنه ليسمع قراءة الإمام (جلد ۲ ص ۸۲۱)



۱۶۱۔۔۔ہمارے شیخ حضرت مولانا مسیح اللہ صاحب قدس سرہ نے فرمایا کہ لوگ شکوک وشبہات اور احتیاط طہارت ونجاست میں کرتے ہیں، حالانکہ زیادہ احتیاط حلال وحرام کھانے اور بولنے میں کرنی چاہیے، شریعت نے طہارت ونجاست کے مسائل میں نرمی اور کھانے اور بولنے کی چیزوں میں حرمةً وحلاً سختی کی ہے۔



۱۶۲۔۔۔جس علاقے میں آپ دین کا کام کرنے کیلئے جائیں، تو پہلے اس علاقے کی زبان سیکھنے کی کوشش کریں۔

﴿ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ فَيُضِلُّ اللَّهُ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴾ (إبراهيم: ۴)

۱۶۳۔۔۔کسی چیز کو ضائع نہیں کرنا چاہیے، بلکہ اس کو اپنے فائدہ یا دوسروں کے فائدہ

کیلئے بچا کر رکھنا چاہیے، ہمارے دادا حضرت اقدس مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کی ایک الماری تھی، اس میں آپ کو ہر چیز مل جاتی، حتی کہ وہ کاغذ جس کی ایک جانب لکھائی ہوتی تھی اور ایک جانب صاف، تو اس کو بھی کاٹ کر رکھ دیتے تھے۔

وجاء في صحيح البخاري: قال: سمعت سعيد بن جبير، قال: سمعت ابن عباس رضي الله عنهما، يقول: مر النبي ﷺ بعنز ميتة، فقال: "ما على أهلها لو انتفعوا بإهابها" (جلد ۲ ص ۸۳۰)



۱۶۴۔۔۔فضائل، مسائل جاننے کے بعد حاصل ہوتے ہیں، اسی لئے اگر کوئی شخص بہت ہی اخلاص کے ساتھ کوئی کام کرے، مگر وہ شریعت کے مطابق نہ ہو، تو وہ جائز نہیں ہے، بلکہ ہر کام شریعت کے مطابق کرنا چاہیے، اس کے بعد ہی فضائل حاصل ہوتے ہیں۔



۱۶۵۔۔۔احکام شریعت میں جہل معتبر نہیں ہے، بلکہ مسائل معلوم کرنے چاہییں، ہر چیز جو اچھی ہو وہ ایک حد تک اچھی ہوتی ہے، زیادتی سے اچھی چیز بھی خراب ہو جاتی ہے۔



۱۶۶۔۔۔ہمارا دین نہ شراب کی طرح ہے، نہ شہد کی طرح گاڑھا ہے، بلکہ دودھ کی طرح سائغاً للشاربين ہے، اور ہمارا دین "الحنفية السمحة البيضاء" ہے رسول اللہ ﷺ کے سامنے معراج میں شراب، شہد اور دودھ کے تین پیالے پیش کیے گئے، آپ ﷺ نے نہ شراب لی نہ شہد، کیونکہ شراب سے تو امت گمراہ ہو جاتی اور شہد میں اگرچہ لوگوں کیلئے شفاء ہے، مگر شہد تھوڑا سا ہی پیا جا سکتا ہے اور ہر آدمی ہر حالت میں اسے زیادہ استعمال نہیں کر سکتا، لہٰذا ہمارے دین میں نہ گمراہی ہے، نہ وہ شہد کی گاڑھا اور سخت ہے بلکہ دودھ کی طرح آسان اور سفید ہے۔

راجع حديث انس بن مالك، باب المعراج صحيح البخاري جلد ۱ ص ۵۴۸) ومشكاة ص ۵۲۷ وفيه: ثم أتيت بإناء من

خمر وإناء من لبن وإناء من عسل فأخذت اللبن وراجع فتح الباری جلد ۷ ص ۲۱۵)



۱۶۷۔۔۔انسان جتنی بات سنے ،صرف اتنی ہی نقل کرے۔



۱۶۸۔۔۔حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مجھے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اشرف علی! جب پانی پیو تو خوب ٹھنڈا پیو، تاکہ دل سے الحمد للہ نکلے۔

لماجاء فی صحیح البخاری :فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم:" إن کان عندک ماء بات فی شنة، وإلا کرعنا" والرجل یحول الماء فی حائط، فقال الرجل :یا رسول الله، عندی ماء بات فی شنة، فانطلق إلی العریش، فسکب فی قدح ماء ثم حلب علیه من داجن له، فشرب النبی صلی الله علیه وسلم، ثم أعاد فشرب الرجل الذی جاء معه (جلد ۲ ص ۸۴۰)



۱۶۹۔۔۔کسی چیز میں تکلف نہیں کرنا چاہیے، بلکہ عام سی جائز زندگی اختیار کرنی چاہیے۔

لما فی صحیح البخاری عن ثابت، عن أنس ،قال: کنا عند عمر فقال:" نهینا عن التکلف"(جلد ۲ ص ۱۰۸۳)



۱۷۰۔۔۔دنیا دارالاسباب ہے، لہٰذا نہ اسباب کو ترک کیا جائے اور نہ ان پر یقین کیا جائے ، بلکہ اسباب اختیار کر کے اللہ تعالیٰ پر جو مسبب الاسباب ہیں ، یقین رکھنا چاہیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احد میں دو زرہیں پہنیں، اور صحابی سے فرمایا کہ" اعقلها وتوکل" نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حجامۃ کروانا وغیرہ۔

عن عائشة، رضی الله عنها :أن النبی صلی الله علیه وسلم "كان ينفث علی نفسه فی مرضه الذی قبض فيه بالمعوذات، فلما ثقل كنت أنا أنفث عليه بهن، فأمسح بيد نفسه لبركتها فسألت ابن شهاب: كيف كان ينفث؟ قال:"ينفث علی يديه ثم يمسح بهما وجهه"(جلد ٢ ص ٨٥٤)



١٧١۔۔۔حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ بہت سادہ لباس تھے، حتی کہ لوگ ان کو جولاہا سمجھتے تھے، اور کبھی کبھار تو لوگ ان سے بازار میں سوت یعنی دھاگہ کی قیمتیں پوچھ لیا کرتے تھے، یہ خیال کر کے کہ یہ بھی جولاہا ہیں، تو حضرت جواب میں یہ نہ فرماتے کہ میں جولاہا نہیں ہوں بلکہ فرماتے کہ "آج بازار جانا نہیں ہوا" انگریز ان کو پکڑنے کیلئے مسجد میں آئے تو وہ بھی پہچان نہ سکے، لوگوں نے حضرت حاجی صاحب کو خط لکھا کہ انہوں نے اپنے کو بہت مٹایا ہوا ہے انتہائی سادہ رہتے ہیں، انہیں کچھ نصیحت کر دیں، تو حضرت نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ ابھی کیا مٹے ہیں، ابھی تو اور مٹانا ہے۔

قول الله تعالی: ﴿قل من حرم زينة الله التی أخرج لعباده﴾ (الأعراف: ٣٢) وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: "كلوا واشربوا والبسوا وتصدقوا، فی غير إسراف ولا مخيلة" وقال ابن عباس:" كل ما شئت، والبس ما شئت (ص: ١٤١)، ما أخطأتک اثنتان :سرف، أو مخيلة"(جلد ٢ ص ٨٦٠)



١٧٢۔۔۔ہر حلال چیز پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے، کسی ایک چیز پر اصرار نہیں کرنا چاہیے، چاہے کھانے میں ہو چاہے پہننے میں ہو۔

لما فی صحيح البخاری:فقلت :استأذن لی، فأذن لی، فدخلت، "فإذا النبی صلی الله عليه وسلم علی حصير قد أثر فی جنبه،

وتحت رأسه مرفقة من أدم حشوها ليف، وإذا أهب معلقة وقرظ" فذكرت الذي قالت لحفصة وأم سلمة، والذي ردت على أم سلمة، فضحك رسول الله صلى الله عليه وسلم، فلبث تسعا وعشرين ليلة ثم نزل"(جلد ۲ ص ۸۴۹)



۱۷۳۔۔۔انسان کو چاہیے کہ ہر کام سلیقہ سے کرے، اسی وجہ سے ایک جوتا پہن کر چلنے سے حدیث پاک میں منع کیا گیا ہے۔

عن أبي هريرة، أن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال: "لايمشي أحدكم في نعل واحدة، ليحفهما جميعا، أو لينعلهما جميعا"(قديمي جلد ۲ ص ۸۷۵)



۱۷۴۔۔۔ایک مرتبہ مجھے حضرت مولانا مسیح اللہ صاحب قدس سرہ نے ایک دستی گھڑی عنایت فرمائی، اور فرمایا کہ یہ "جاگ" گھڑی ہے، وہ "الارم" والی دستی گھڑی تھی، حضرت انگریزی زبان استعمال نہیں کرتے تھے، فرمایا کہ آپ تو سنت کے مطابق دائیں کروٹ سوتے ہوں گے، اس کو دائیں ہاتھ پر پہنا کرو، اور جب گھڑی بولے اٹھ جایا کرو، اس کے بعد میں نے دائیں ہاتھ میں گھڑی پہننی شروع کی، اس سے پہلے میں بائیں ہاتھ میں گھڑی باندھتا تھا۔اور بعض اکابر کو دیکھا کہ وہ گھڑی کا ڈائل اندر کی جانب رکھتے تھے، کیونکہ دوسروں کو دکھانا مقصود نہیں۔

لما في صحيح البخاري :عن نافع، أن عبد الله، حدثه :أن النبي صلى الله عليه وسلم اصطنع خاتما من ذهب، وجعل فصه في بطن كفه إذا لبسه، فاصطنع الناس خواتيم من ذهب...الحديث .(جلد ۲ ص ۸۷۳)



۱۷۵۔۔۔حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مسیح عیسی بن مریم کا مطلب ہے

''ممسوح عنہ الشر'' اور مسیح الدجال کا معنی ہے ''ممسوح عنہ الخیر'' اور سیدنا حضرت مسیح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی صفتِ ہدایت کے گرد طواف کر رہے تھے اور مسیح الدجال صفتِ ضلالت (اضلال) کے گرد طواف کر رہا تھا۔ ''یضل من یشاء ویھدی من یشاء''

وفی صحیح البخاری: أن رسول اللہ ﷺ قال: ''أرانی اللیلۃ عند الکعبۃ، فرأیت رجلا آدم، کأحسن ما أنت راء من أدم الرجال، لہ لمۃ کأحسن ما أنت راء من اللمم قد رجلھا، فھی تقطر ماء، متکئا علی رجلین، أو علی عواتق رجلین، یطوف بالبیت، فسألت: من ھذا؟ فقیل: المسیح ابن مریم، وإذا أنا برجل جعد قطط، أعور العین الیمنی، کأنھا عنبۃ طافیۃ، فسألت: من ھذا؟ فقیل: المسیح الدجال'' (قدیمی جلد ۲ ص ۸۷۶)



۱۷۶۔۔۔فضول بحث وتکرار سے اجتناب کرنا چاہیے۔

لما فی صحیح البخاری: قال: وکان ینھی عن قیل وقال، وکثرۃ السؤال، وإضاعۃ المال، ومنع وھات، وعقوق الأمھات، ووأد البنات (قدیمی جلد ۲ ص ۸۸۳)

میں بھی حاضر تھا وہاں ضبطِ سخن کر نہ سکا   حق سے جب حضرت ملّا کو ملا حکمِ بہشت
عرض کی میں نے الٰہی میری تقصیر معاف   خوش نہ آئیں گے اسے حور وشراب ولبِ کشت
نہیں فردوس مقامِ جدل وقال اقول   اور بحث وتکرار اس اللہ کے بندے کی سرشت
(اقبالؒ)



۱۷۷۔۔۔رشتوں میں والدین اور بہن بھائی وغیرہ کے ساتھ حسنِ سلوک ان کے والدین ہونے اور ان کے بہن بھائی ہونے کی وجہ سے کیا جاتا ہے، نہ کہ ان کے اچھے برے

یا اسلام وکفر کی وجہ سے۔ وہ اضافی چیز ہے اور قابلِ محبت ہے۔



۱۷۸۔۔۔دوسروں کو تکلیف نہ دینا بھی صدقہ ہے، میرے دادا حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ نے مجھے خط بھیج کر اپنے پاس بلایا، تین (۳) شوال کو میں پہنچا، حضرت کا انتقال گیارہ (۱۱) شوال کو ہوا، اس دوران فرمایا کہ" رمضان کا مہینہ بڑا بابرکت ہوتا ہے، مگر میں نے اس میں موت کی دعا اس لئے نہیں کی کہ لوگوں کو روزہ میں تکلیف نہ ہو۔"

لما فی صحیح البخاری :عن عبد الله بن عمرو رضی الله عنهما، عن النبی ﷺ قال:"المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده، والمهاجر من هجر ما نهی الله عنه" (جلد ۱ ص ۶)



۱۷۹۔۔۔حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ خادم بن جاؤ، جب گھر جاؤ تو گھر والوں کی خدمت کرو۔



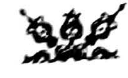
۱۸۰۔۔۔کسی کا عیب بیان کرنا جائز نہیں مگر کسی کا ایسا وصف بیان کرنا کہ اس کے بیان کیے بغیر اس کی پہچان مشکل ہو، جائز ہے جیسے لمبا، چھوٹا وغیرہ، بشرطیکہ غیبت کے طور پر نہ ہو۔(ذوالیدین)

لما فی صحیح البخاری:وفی القوم رجل فی یدیه طول، یقال له: ذو الیدین، قال:یا رسول الله، أنسیت أم قصرت الصلاة؟ قال: "لم أنس ولم تقصر" فقال: "أکما یقول ذو الیدین" فقالوا :نعم، فتقدم فصلی ما ترک، ثم سلم، ثم کبر وسجد مثل سجوده أو أطول، ثم رفع رأسه وکبر، ثم کبر وسجد مثل سجوده أو أطول، (جلد ۲ ص ۸۹۴)



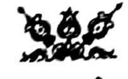
۱۸۱۔۔۔ سچ کی وجہ سے لوگوں کا اعتماد حاصل ہو جاتا ہے، اگر چہ وقتی طور کچھ نقصان ہو جائے، مگر ہمیشہ کی پریشانی سے بچ جائیگا۔

وفی صحیح البخاری :عن عبد اللہ رضی اللہ عنہ، عن النبی ﷺ قال: ”إن الصدق یهدی إلى البر، وإن البر یهدی إلى الجنة، وإن الرجل لیصدق حتى یکون صدیقا. وإن الکذب یهدی إلى الفجور، وإن الفجور یهدی إلى النار، وإن الرجل لیکذب حتى یکتب عند اللہ کذابا“ (قدیمی جلد ۲ ص ۹۰۰)



۱۸۲۔۔۔ جب مجلس میں کسی پر تنبیہ مقصود ہو، تو براہ راست اس کو نشانہ نہ بنائیں، بلکہ عمومی انداز اختیار کرنا چاہیے۔

لما جاء فی صحیح البخاری :قالت عائشة :صنع النبی ﷺ شیئا فرخص فیه، فتنزه عنه قوم، فبلغ ذلک النبی ﷺ، فخطب فحمد اللہ ثم قال: ”ما بال أقوام یتنزهون عن الشیء أصنعه، فو اللہ إنی لأعلمهم باللہ، وأشدهم له خشیة“ (جلد ۲ ص ۹۰۴)



۱۸۳۔۔۔ دین کی وجہ سے کسی کو تنگ نہیں کرنا چاہیے، لمبی نمازیں، لمبے بیانات وغیرہ سے دوسروں کو ستانا کوئی دین نہیں ہے۔

لما فی صحیح البخاری :فشکا إلیه معاذا، فقال النبی ﷺ: ”یامعاذ، أفتان أنت“. أو ”أفاتن“. ثلاث مرار: فلو لا صلیت بسبح اسم ربک، والشمس وضحاها، واللیل إذا یغشی، فإنه یصلی وراءک الکبیر والضعیف وذو الحاجة“ (قدیمی جلد ۲ ص ۹۰۱)

۱۸۴۔۔۔ دین میں صرف نرمی نہیں ہے، بلکہ سختی کے موقع پر سختی کرنی چاہیے مگر سختی آدمی کا فعل ہونی چاہیے نہ کہ صفت، جیسا کہ اللہ تعالیٰ بھی سختی کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے

عرش پر لکھا ہوا ہے کہ " ان رحمتی سبقت غضبی " اسی لئے رحمت اللہ تعالی کی صفت ہے اور غضب اللہ سبحانہ وتعالی کا فعل ہے۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ صفت موصوف کے ساتھ قائم ہوتی ہے اور فعل فاعل کیساتھ قائم نہیں ہوتا، بلکہ صادر ہوتا ہے، لہٰذا اس فرق کو سمجھ کر عمل کرنا چاہیے۔

وفی صحیح البخاری: عن عائشة رضی الله عنها، قالت: دخل علی النبی صلی الله علیه وسلم وفی البیت قرام فیه صور، فتلون وجهه ثم تناول الستر فهتکه، وقالت: قال النبی صلی الله علیه وسلم: " إن من أشد الناس عذابا یوم القیامة الذین یصورون هذه الصور" (قدیمی جلد ۲ ص ۹۰۲)



۱۸۵۔۔۔ دینی معاملات اور تقوی میں سختی اپنے اوپر کرنی چاہیے، دوسروں پر نہیں، ہمارے اکابر کا یہی طرز عمل تھا، حضرت نبی کریم ﷺ خود تو لمبی لمبی نماز پڑھا کرتے تھے حتی کہ ورم پڑ گئے، لیکن آپ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لمبی نماز پر غصہ فرمایا۔

وفی صحیح البخاری: عن أنس بن مالک، عن النبی ﷺ، قال: یسروا ولا تعسروا، وبشروا، ولا تنفروا (جلد ۲ ص ۶۲۲)



۱۸۶۔۔۔ لوگوں کے ساتھ گھل مل کر رہنا چاہیے، چھوٹی چھوٹی بات پر قطع تعلقی اچھی بات نہیں ہے۔

لما فی صحیح البخاری: باب الانبساط إلی الناس وقال ابن مسعود: "خالط الناس ودینک لاتکلمنه والدعابة مع الأهل" (قدیمی جلد ۲ ص ۹۰۵)

۱۸۷۔۔۔ حیثیت کے بدل جانے سے احکام بدل جاتے ہیں، لہٰذا مدارات میں (دنیاوی معاملات میں) ان کا اعتبار ہوگا، مثلاً فاسق وبدعتی کو سلام کرنا اس کی بدعت اور اس

کے فسق کی وجہ سے ہے؟ یا اس کے بھائی ہونے یا چچا ہونے یا والد ہونے کی وجہ سے ہے؟ دونوں کا حکم جدا ہے۔

لما فی صحیح البخاری: عن عائشة: أن رجلا استاذن علی النبی صلی الله علیه وسلم، فلما رآه قال: "بئس أخو العشیرة، وبئس ابن العشیرة" فلما جلس تطلق النبی صلی الله علیه وسلم فی وجهه وانبسط إلیه، (جلد ۲ ص ۹۰۵)



۱۸۸۔۔۔دین ادائے حقوق کا نام ہے، ہر کسی کو اس کے حقوق دینے چاہییں بیوی کو، نفس کو، ماں باپ کو اولاد کو وغیرہ۔

لما فی صحیح البخاری: فجاء أبو الدرداء، فصنع له طعاما، فقال: کل فإنی صائم، قال: ما أنا بآکل حتی تأکل، فأکل، فلما کان اللیل ذهب أبو الدرداء یقوم، فقال: نم، فنام، ثم ذهب یقوم، فقال: نم، فلما کان آخر اللیل، قال سلمان: قم الآن، قال: فصلیا، فقال له سلمان: إن لربک علیک حقا، ولنفسک علیک حقا، ولأهلک علیک حقا، فأعط کل ذی حق حقه، فأتی النبی صلی الله علیه وسلم فذکر ذلک له، فقال النبی صلی الله علیه وسلم: "صدق سلمان" (جلد ۲ ص ۹۰۶)



۱۸۹۔۔۔بعض صوفیاء کثرتِ حیا کی وجہ سے آسمان کی طرف نہیں دیکھتے تھے مگر یہ "حال" ہے، اس کی وجہ سے ان پر کوئی مواخذہ نہیں ہوگا، مگر ان کا یہ عمل کسی کیلئے کوئی حجتِ شرعیہ نہیں ہے۔

وفی صحیح البخاری: لأنه سمع رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: ثم فتر عنی الوحی، فبینا أنا أمشی، سمعت صوتا من السماء، فرفعت بصری إلی السماء فإذا الملک الذی جاءنی

بحراء ... الحديث (جلد ٢ ص ٩٠٦)



١٩٠---انسان کو تہمت کی جگہ سے بچنا چاہیے، تاکہ دوسروں کو شبہ میں نہ ڈالے۔

لما فی صحيح البخاری: فقام النبی ﷺ معها يقلبها، حتى إذا بلغت باب المسجد عند باب أم سلمة، مر رجلان من الأنصار، فسلما على رسول الله ﷺ، فقال لهما النبی ﷺ: على رسلكما، إنما هی صفية بنت حيی، فقالا: سبحان الله يا رسول الله، وكبر عليهما، فقال النبی صلى الله عليه وسلم: "إن الشيطان يبلغ من الإنسان مبلغ الدم، وإنی خشيت أن يقذف فی قلوبكما شيئا" (قديمی جلد ٢ ص ٩١٨)



١٩١---ایک دفعہ مدینہ منورہ میں احقر نے حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قدس سرہ کا انٹرویو لیا، اور سوال کیا کہ حضرت پرانے زمانے میں طلبہ کم ہوتے تھے مگر کوئی حضرت تھانوی، کوئی حضرت نانوتوی، کوئی حضرت شیخ الہند اور کوئی کیا کچھ بنا مگر آجکل طلبہ کی کثرت ہے مگر ایسا کیوں نہیں ہو رہا؟ فرمایا کہ علم نور ہے، نور کا معنی ہے ظاهر لنفسه مظهر لغيره لہٰذا علم صلاحیت نہیں پیدا کرتا، بلکہ انسان کی اندر کی صلاحیت کو ظاہر کرتا ہے، حضرت تھانوی وغیرہ، یہ حضرات اعلی خاندان کے لوگ تھے ان میں بلند صلاحیتیں تھیں، علم نے ان کو چمکا دیا، اور جو سوتے شاہ ہو، وہ دین میں بھی سوتا ہی رہیگا اور دنیا میں بھی سوتا رہے گا۔

(وفی الحديث: عن ابن عمر، أن رسول الله ﷺ قال: اللهم أعز الإسلام بأحب هذين الرجلين إليك بأبی جهل أو بعمر بن الخطاب قال: وكان أحبهما إليه عمر. باب فی مناقب أبی حفص عمر بن الخطاب رضی الله عنه سنن الترمذی ت بشار (٥٨/٦)

وفی صحیح البخاری: وکان یقول فی دعائه: "اللهم اجعل فی قلبی نورا، وفی بصری نورا، وفی سمعی نورا، وعن یمینی نورا، وعن یساری نورا، وفوقی نورا، وتحتی نورا، وأمامی نورا، وخلفی نورا، واجعل لی نورا" (جلد ۲ ص ۹۳۵)



۱۹۲۔۔۔آج کل کے دینداروں میں تکبر بہت زیادہ ہے، حالانکہ نبی کریم ﷺ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو اس امت کے افضل ترین امتی تھے، یہ دعا سکھلائی اللھم انی ظلمت نفسی فاغفرلی۔

وفی البخاری: أبا بكر الصديق رضى الله عنه، قال للنبی ﷺ: یارسول الله، علمنی دعاء أدعو به فی صلاتی، قال: "قل اللهم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا، ولا یغفر الذنوب إلا أنت، فاغفر لی من عندک مغفرة إنک أنت الغفور الرحیم" (قدیمی جلد ۲ ص ۹۳۶)



۱۹۳۔۔۔میں دار العلوم الاسلامیہ انارکلی لاہور میں حفظ کرتا تھا، اس مدرسہ کے مہتمم حضرت قاری سراج احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے، جب پیسے ختم ہو جاتے تو وہ ہم طلبہ سے دعا کرواتے، اور ان کی دعا عجیب ہوتی تھی، کہ یا اللہ پیسے ختم ہو گئے ہیں، پیسے دید یجئے، اے اللہ اے اللہ، اور ایک مرتبہ فرمایا اے اللہ میرے پاس تنخواہوں کے پیسے نہیں ہیں، اگر آپ نے پیسے نہیں دیے تو میں مدرسہ بند کردوں گا پکے عزم کے ساتھ اصرار کر کر کے اس طرح دعا مانگتے تھے جیسے بچہ اپنے باپ یا ماں سے مانگتا ہے۔

وفی صحیح البخاری: عن أنس رضی الله عنه، قال: قال رسول الله ﷺ: "إذا دعا أحدكم فليعزم المسألة، ولا يقولن: اللهم إن شئت فأعطنی، فإنه لا مستكره له" (قدیمی جلد ۲ ص ۹۳۸)



۱۹۴۔۔۔مال اپنی ذات میں نہ اچھا ہے نہ برا ہے، اعتبار صاحب مال کا ہے کہ وہ اس کو کس طرح استعمال کرتا ہے، آدمی کو مال کا مالک ہونا چاہیے نہ کہ مال کا غلام، جیسا کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ: تعس عبدالدینار والدرھم

وفی صحیح البخاری :عن قتادة، قال :سمعت أنسا رضی اللہ عنہ، قال :قالت أم سلیم :أنس خادمک، قال:"اللھم أکثر مالہ، وولدہ، وبارک لہ فیما أعطیتہ" (جلد ۲ ص ۹۴۴)



۱۹۵۔۔۔استخارہ کے ساتھ استشارہ بھی کرنا چاہیے اور استخارہ کے بعد خیر غالب ہوگا، یہ نہیں کہ بالکل تکلیف ہی نہ اٹھانی پڑے، اور اصل یہ ہے کہ استخارہ کے بعد جہاں رجحان ہو، اس کو اختیار کرے، اور پھر اس کے حقوق ادا کرتا رہے، پھر اگر حقوق کی عدم ادائیگی کی وجہ سے کوئی شر آجائے، تو یہ نہیں کہیں گے کہ استخارہ غلط تھا، بلکہ یہ کہا جائیگا کہ استخارہ صحیح تھا مگر اس سے آگے صحیح معروف طریقہ سے حقوق کی ادائیگی نہیں ہوئی۔

لما فی صحیح البخاری :عن جابر رضی اللہ عنہ، قال: کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعلمنا الاستخارة فی الأمور کلھا، کالسورة من القرآن: إذا ھم بالأمر فلیرکع رکعتین ثم یقول :اللھم إنی أستخیرک بعلمک، وأستقدرک بقدرتک، (جلد ۲ ص ۹۴۴)



۱۹۶۔۔۔دنیادار کہتے ہیں دنیا اچھی ہونی چاہیے، دیندار کہتے ہیں کہ صرف آخرت اچھی ہوجانی چاہیے مگر قرآن کریم میں ہمیں سکھایا گیا ہے کہ دونوں اچھے ہونے چاہییں۔

وفی صحیح البخاری :عن أنس، قال :کان أکثر دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم:"اللھم ربنا آتنا فی الدنیا حسنة، وفی الآخرة حسنة، وقنا عذاب النار" (جلد ۲ ص ۹۴۵)



۱۹۷۔۔۔وعظ ونصیحت میں حد سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے، کہ لوگوں پر ہر وقت مسلط ہوجائے، اس سے فائدہ نہیں ہوگا، بلکہ چڑ چڑا پن پیدا ہوجائیگا۔

لما في صحيح البخاري: فخرج عبد الله وهو آخذ بيده، فقام علينا فقال: أما إني أخبر بمكانكم، ولكنه يمنعني من الخروج إليكم: "أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، كان يتخولنا بالموعظة في الأيام، كراهية السآمة علينا" (جلد ۲ ص ۹۴۹)



۱۹۸۔۔۔ہمارے شیخ حضرت مولانا مسیح اللہ صاحب قدس سرہ فرماتے تھے: ماضی کا غم نہ کرو، مستقبل کی فکر نہ کرو، بلکہ حال پر نظر رکھو، اس سے زندگی اچھی گزرے گی، ورنہ تو ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے

وفي صحيح البخاري: وقال علي بن أبي طالب: "ارتحلت الدنيا مدبرة، وارتحلت الآخرة مقبلة، ولكل واحدة منهما بنون، فكونوا من أبناء الآخرة، ولا تكونوا من أبناء الدنيا، فإن اليوم عمل ولا حساب، وغدا حساب ولا عمل (جلد ۲ ص ۹۴۹)



۱۹۹۔۔۔جب میں حضرت حاجی محمد شریف صاحب سے بیعت ہوا، آج سے تقریباً چالیس (۴۰) سال پہلے، تو انہوں نے کچھ زیادہ ذکر واذکار نہیں دیے، لیکن ان کی صحبت کا اثر یہ تھا کہ جب میں اپنی دکان سے جاتا تھا، تو سب حساب وکتاب لکھ لیتا تھا کہ کس کو کتنا دینا ہے اور کس سے کتنا لینا ہے اور میز پر رکھ دیتا تھا، کہ معلوم نہیں کل صبح زندہ واپس آؤنگا یا نہیں؟

وفي صحيح البخاري: قال أبو هريرة رضي الله عنه: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "لو كان لي مثل أحد ذهبا، لسرني أن لا تمر علي ثلاث ليال وعندي منه شيء، إلا شيئا أرصده لدين" (جلد ۲ ص ۹۵۴)



۲۰۰۔۔۔ائمہ کرام میں سے سب بڑے زاہد امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تھے، مگر انہوں نے فرمایا کہ خالی نہ بیٹھو بلکہ محنت کرو اور کماؤ تا کہ دوسروں کی طرف نظر نہ ہو، اور اصل غنی نفس کا غنی ہے اور غنی النفس میں یہ بات سرفہرست ہے کہ دوسروں کی جیبوں پر اور مخلوق پر نظر نہ ہو۔

وفي صحيح البخاري :عن أبي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "ليس الغنى عن كثرة العرض، ولكن الغنى غنى النفس" (جلد۲ ص۹۵۴)



۲۰۱۔۔۔اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت سے بزرگوں سے استفادہ کا موقع دیا ہے، پہلے میں نے اپنے دادا قدس سرہ سے ۱۹۷۳ء میں بیعت کی، پھر حضرت حاجی محمد شریف صاحب رحمہ اللہ سے، پھر حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی صاحب رحمہ اللہ سے، پھر حضرت مولانا مسیح اللہ صاحب رحمہ اللہ سے، حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمہ اللہ کو جب میں نے اپنے وظائف کی فہرست لکھی، تو حضرت نے ان میں سے بہت سارے کم کر دیے، اس کے بعد حضرت مولانا مسیح اللہ صاحب رحمہ اللہ نے بھی اس میں اختصار فرما دیا، کہ اصل اداءِ حق اور اطاعتِ باری تعالیٰ ہے ظاہراً و باطناً۔

وفي صحيح البخاري:عن عائشة رضي الله عنها، أنها قالت: سئل النبي ﷺ :أي الأعمال أحب إلى الله؟ قال: "أدومها وإن قل وقال:"اكلفوا من الأعمال ما تطيقون" (قديمي جلد ۲ ص۹۵۷)



۲۰۲۔۔۔صبر کے تین درجے ہیں، صبر عن المحارم، ۔صبر علی الطاعات، ۔صبر علی المصائب سب سے اعلیٰ درجہ پہلا ہے، اور صبر کے نتیجے میں شکر پیدا ہوگا، ایک دفعہ مجھے پریشانی لاحق ہوئی، میں نے اپنے استاذ حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب قدس سرہ کو خط لکھا، تو حضرت نے جواب میں لکھا کہ "جیسا جیسا صبر ویسا ویسا اجر"

وفی صحیح البخاری: أن أناسا من الأنصار سألوا رسول الله صلى الله عليه وسلم، فلم يسأله أحد منهم إلا أعطاه حتى نفد ما عنده، فقال لهم حين نفد كل شيء أنفق بيديه: "ما يكن عندي من خير لا أدخره عنكم، وإنه من يستعف يعفه الله، ومن يتصبر يصبره الله، ومن يستغن يغنه الله، ولن تعطوا عطاء خيرا وأوسع من الصبر" (جلد ۲ ص ۹۵۸)



۲۰۳۔۔۔حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے فرمایا، کہ دیکھو بحث ومباحثہ نہ کرو، اگر کوئی بحث ومباحثہ کرے تو اس کے ساتھ حجام والا سلوک کرو، کہ کسی نے حجام سے کہا کہ میرے سر کے سفید بال اتارو اور کالے بال رہنے دو، تو حجام نے پورے سر کے بال اتار لیے، اور کہا کہ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے، خود ہی اچھے اور برے بالوں کو الگ الگ کرلو۔

وفی صحیح البخاری: وكان ينهى عن قيل وقال، وكثرة السؤال، وإضاعة المال، ومنع وهات،... الحديث (جلد ۲ ص ۹۵۸)



۲۰۴۔۔۔یہ نہیں دیکھنا چاہیے کہ میری خواہش کیا ہے، بلکہ یہ دیکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم کیا ہے۔

لما فی صحیح البخاری: عن أبي هريرة: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "حجبت النار بالشهوات، وحجبت الجنة بالمكاره" (جلد ۲ ص ۹۶۰)

۲۰۵۔۔۔اپنی نیکی پر ناز نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اعتبار خاتمہ کا ہے۔

لما فی صحیح البخاری: قال: نظر النبي صلى الله عليه وسلم إلى رجل يقاتل المشركين، وكان من أعظم المسلمين غناء

عنهم، فقال: "من أحب أن ينظر إلى رجل من أهل النار، فلينظر إلى هذا" فتبعه رجل، فلم يزل على ذلك حتى جرح، فاستعجل الموت، فقال بذبابة سيفه فوضعه بين ثدييه، فتحامل عليه حتى خرج من بين كتفيه، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: "إن العبد ليعمل، فيما يرى الناس، عمل أهل الجنة وإنه لمن أهل النار، ويعمل فيما يرى الناس، عمل أهل النار وهو من أهل الجنة، وإنما الأعمال بخواتيمها" (جلد۲ ص ۹۶۱)

(کیا کیا نہ اپنے زہد وطاعت پہ ناز تھا سب دم نکل گیا جو سنا بے نیاز ہے)



۲۰۶۔۔۔لوگ تو بہت ہیں مگر کام کے لوگ ان میں بہت کم ہیں۔

وفي صحيح البخاري: أن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "إنما الناس كالإبل المائة، لا تكاد تجد فيها راحلة" (جلد۲ ص ۹۶۲)۔



۲۰۷۔۔۔ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے کرنا چاہیے، ورنہ نیت کے مطابق وہ دنیا میں مشہور تو ہو جائیگا، مگر آخرت میں کچھ بھی نہیں ملے گا۔

وفي صحيح البخاري: قال النبي صلى الله عليه وسلم، ولم أسمع أحدا يقول قال النبي صلى الله عليه وسلم غيره، فدنوت منه، فسمعته يقول: قال النبي صلى الله عليه وسلم: "من سمع سمع الله به ومن يرائي يرائي الله به" (جلد۲ ص ۹۶۲)

۲۰۸۔۔۔تواضع میں اللہ تعالیٰ نے رفعت اور سکینت رکھی ہے۔ دین کی جتنی خدمت ممکن ہو کرو مگر بس یہ سمجھو کہ میں انسان ہوں، اور مسلمانوں میں سے ایک ہوں۔

﴿ وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعَا إِلَى اللهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ

المسلمين (فصلت: ۳۳)

وفی البخاری: باب التواضع (جلد ۲ ص ۹۶۲)



۲۰۹۔۔۔صوفیاء اولیاء اللہ (کے کلام) حتی کہ قرآن وحدیث میں بھی اگر تاویل کی ضرورت پڑ جائے، تو تاویل کرنی لازم ہوگی، اس کے بغیر چارہ نہیں۔

لما فی صحیح البخاری: فإذا أحببته: كنت سمعه الذی يسمع به، وبصره الذی يبصر به، ويده التی يبطش بها، ورجله التی يمشی بها، جلد ۲ ص ۹۶۳)



۲۱۰۔ بندہ اپنے اعمال پر ناز نہیں کرنا چاہیے، اللہ تعالیٰ بدکار سے بھی دین کی خدمت لے لیتے ہیں، اپنے کو جنتی اور دوسرے کو جہنمی طے کرنے کا فیصلہ ہمارے پاس نہیں ہے۔

قد انتحر فلان فقتل نفسه، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "يا بلال، قم فأذن: لا يدخل الجنة إلا مؤمن، وإن الله ليؤيد هذا الدين بالرجل الفاجر" (قدیمی جلد ۲ ص ۹۷۷)



ہدایت کی اقسام

۲۱۱---ہدایت کی دو قسمیں ہیں:

(۱)۔ہدایت تکوینیہ (۲)۔ہدایت تشریعیۃ

تکوینیہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیز پیدا کی اس کو اپنے کام میں لگا دیا، مثلاً سورج کو اپنے کام میں لگا دیا، چاند کو اپنے کام میں لگا دیا اور چیونٹی کو اپنے کام میں لگا دیا، وغیرہ، اور تشریعیہ کی دو قسمیں ہیں:

(۱)۔اراءۃ الطریق، (۲)۔ایصال الی المطلوب۔

وفی صحیح البخاری: کان النبی ﷺ ینقل معنا التراب یوم الأحزاب، ولقد رأیته واری التراب بیاض بطنه، یقول:

"لولا أنت ما اهتدینا نحن، ولا تصدقنا ولا صلینا،
فأنزلن سکینة علینا، إن الألی وربما قال: الملا قد بغوا لینا
إذا أرادوا فتنة أبینا أبینا" یرفع بها صوته (جلد ۲ ص ۵۸۹)



۲۱۲---ان شاء اللہ کہنے سے کسی کام کا ہونا یقینی نہیں ہو جاتا، اکثر کام ہو ہی جاتا ہے مگر کبھی نہیں بھی ہوتا، سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: "ستجدنی ان شاء اللہ من الصّٰبرین" مگر پوری طرح صبر نہیں کر سکے۔

وفی صحیح البخاری: باب ﴿قل لن یصیبنا إلا ما کتب اللہ لنا﴾ (التوبة: ۵۱) قضی ...... "قدر الشقاء والسعادة، وهدی الأنعام لمراتعها (جلد ۲ ص ۹۷۹)



۲۱۳۔۔۔ بیٹوں کی موجودگی میں پوتوں کیلئے میراث میں کوئی حصہ نہیں ملے گا، مگر اگر کوئی ان کے لئے وصیت کرے تو اس کی وصیت نافذ ہو جائیگی، اللہ تعالی ہمارے دادا حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کو کروٹ کروٹ جنت عطا فرمائے، ہمارے والد صاحب رحمہ اللہ کی وفات ان کی حیات میں ہوئی، ان کی شہر میں ایک کوٹھی تھی، جس کو انہوں نے تقسیم فرمایا تھا کہ یہ حصہ فلاں بیٹے کا، یہ حصہ فلاں بیٹے کا، تو اس میں ہمارے لیے بھی جگہ دی کہ یہ جگہ تمہارے باپ کیلئے تھی جواَب تمہارے لیے ہے۔

وقد بوب البخاری رحمہ اللہ لذاک حیث قال" باب میراث ابن الابن إذا لمیکن ابن" (جلد ۲ ص۹۹۷)



کتاب الرؤیا

۲۱۴۔۔۔خواب کی تین قسمیں ہیں: نفسانی، شیطانی، رحمانی۔

رحمانی: یہ مبشرات ہوتے ہیں، مگر حجت شرعیہ نہیں، اور پورے ہونے کا کوئی وقت مقرر نہیں، ہمارے دادا حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ سے لوگ آ کر خواب بیان کرتے، کہ حضرت ہم نے آپ کے بارے میں اس طرح خواب دیکھا وغیرہ، ان کے پاس ایک رجسٹر تھا، اس میں اسے لکھ لیتے تھے اور رجسٹر کے شروع میں حضرت امام مالک رحمہ اللہ کا یہ مقولہ لکھدیا تھا " فإنها تسر ولا تغر" (یہ خواب خوش تو کرتے ہیں، مگر دھوکے میں نہیں ڈال سکتے)

وفی صحیح البخاری :عن أبيه قال :قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم:"الرؤيا الصالحة من الله، والحلم من الشيطان، فإذا حلم أحدكم حلما يخافه فليبصق عن يساره، وليتعوذ بالله من شرها، فإنها لا تضره"(ق جلد۲ ص ۱۰۳۵)



۲۱۵۔۔۔جس نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا، تو اس نے بعینہ آپ ﷺ کو دیکھا، اگر ان کی حالت یا گفتگو میں کچھ فرق ہو تو مرئی کے اعتبار سے نہیں، بلکہ رائی (دیکھنے والے) کے اعتبار سے ہوگا، یعنی اس (دیکھنے والے میں) وہ کمی ہوگی، جیسے

دیکھنے والا سرخ چشمہ لگالے، تو سفید چیز بھی سرخ نظر آنے لگے گی۔

لما في البخاري: عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: سموا باسمي ولا تكتنوا بكنيتي، ومن رآني في المنام فقد رآني، فإن الشيطان لا يتمثل في صورتي،....الحديث (ق جلد: ۲ ص ۱۰۳۵)



۲۱۶۔۔۔رسول اللہ ﷺ کی عجیب صفت تھی کہ اپنے ساتھیوں کے مزاج کا خیال رکھتے تھے، فقہاءِ کرام نے اس سے یہ مسئلہ نکالا کہ اپنے ساتھیوں کے مزاج کا خیال رکھنا چاہیے۔

لما في صحيح البخاري: بينا نحن عند رسول الله صلى الله عليه وسلم، إذ قال: " بينا أنا نائم رأيتني في الجنة، فإذا امرأة تتوضأ إلى جانب قصر فقلت: لمن هذا القصر؟ فقالوا: لعمر بن الخطاب فذكرت غيرته فوليت مدبرا، فبكى عمر وقال: أعليك أغار يا رسول الله" (جلد ۲ ص ۱۰۴۰)



۲۱۷۔۔۔حضرت خواجہ مجذوبؒ خوب انگریزی جانتے تھے، مگر مزاج مولویانہ تھا، ایک دفعہ سفر میں ان کے پاس دو آدمی بیٹھے ہوئے تھے، وہ انگریزی میں باتیں کرنے لگے، حضرت نے ان سے فرمایا کہ مجھے انگریزی آتی ہے، لہٰذا اگر آپ نے کوئی پوشیدہ بات کرنی ہو، تو مجھے بتادیں یا علیحدگی میں کرلیں۔

وفي صحيح البخاري: ومن استمع إلى حديث قوم، وهم له كارهون، أو يفرون منه، صب في أذنه الآنك يوم القيامة، ومن صور صورة عذب، وكلف أن ينفخ (ص: ۴۳) فيها، وليس بنافخ قال سفيان: وصله لنا أيوب (جلد ۲ ص ۱۰۴۲)



۲۱۸۔۔۔حاکم کے پاس جا کر نہ تو اس کی خوشامد کرنی چاہیے کہ یہ بھی دین کے خلاف ہے اور نہ بدتمیزی کرنی چاہیے کہ یہ بھی دین کے خلاف ہے۔

وفی صحیح البخاری:قال أناس لابن عمر: إنا ندخل على سلطاننا، فنقول لهم خلاف ما نتكلم إذا خرجنا من عندهم، قال: "كنا نعدها نفاقا" (جلد ۲ ص ۱۰۶۴)



۲۱۹۔۔۔والدین میں سے ماں کی خدمت زیادہ کرنی چاہیے، مگر بات والد کی ماننی چاہیے، گویا جنگ جمل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہمارے لیے بمنزلہ ماں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بمنزلہ باپ کے ہیں۔

لما فی صحیح البخاری :فكان الحسن بن علي فوق المنبر في أعلاه، وقام عمار أسفل من الحسن، فاجتمعنا إليه، فسمعت عمارا، يقول :إن عائشة قد سارت إلى البصرة، ووالله إنها لزوجة نبيكم صلى الله عليه وسلم في الدنيا والآخرة، ولكن الله تبارك وتعالى ابتلاكم، ليعلم إياه تطيعون أم هي (جلد ۲ ص ۱۰۵۲)



۲۲۰۔۔۔جب دو مسلمان فریقوں میں لڑائی ہو تو ان کے درمیان صلح کر لینا بہتر ہے، والصلح خیر (القرآن) یعنی کچھ یہ فریق چھوڑ دے اور کچھ دوسرا فریق، تو بات بن جائیگی۔

لما فی صحیح البخاری :ولقد سمعت أبا بكرة يقول: رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم على المنبر والحسن بن علي إلى جنبه، وهو يقبل على الناس مرة، وعليه أخرى ويقول:"إن ابني هذا سيد ولعل الله أن يصلح به بين فئتين عظيمتين من المسلمين"(جلد ۲ ص ۱۰۵۳)

۲۲۱۔۔۔حکومت کے ساتھ حکمت بھی لازم ہے، ہمارے حضرت مولانا مسیح اللہ صاحب قدس سرہ فرماتے تھے "لوگوں کو حکومت کا تو شوق ہے، مگر حکمت آتی نہیں۔"

وفی صحیح البخاری: قال رسول اللہ ﷺ: " لا حسد إلا فی اثنتین: رجل آتاہ اللہ مالا، فسلطہ علی ھلکتہ فی الحق، وآخر آتاہ اللہ حکمۃ فھو یقضی بھا ویعلمھا" (جلد ۲ ص ۱۰۸۸)



۲۲۲۔۔۔آج کل لوگوں میں یہ خرابی پھیل گئی ہے کہ اگر کوئی حاکم یا امیر یا بڑا کسی ایک معصیت کا مرتکب ہو، تو لوگ تمام باتوں میں اس کی اطاعت بالکل ترک کر دیتے ہیں، اگر چہ وہ صحیح بات کا حکم دے، مثلاً والد کہے کہ ڈاڑھی منڈ والو، تو یہ بات تو نہیں ماننی چاہیے، اس کا ماننا جائز ہی نہیں، کیونکہ " لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق " لیکن اگر وہ کسی اچھی یا جائز بات کا حکم دے تو ماننی چاہیے کیونکہ وہ والد ہے۔

لما فی البخاری: باب السمع والطاعۃ للامام ما لم تکن معصیۃ:
(جلد ۲ ص: ق ۱۰۵۷)



۲۲۳۔۔۔علماء اور خواص کے درمیان آپس میں جو علمی بحث ومباحثہ اور اختلاف ہو، اس بحث وتکرار کو باہر عوام کے سامنے بیان نہیں کرنا چاہیے، کہ اس کی بناء پر علماء سے اور دین سے تنفر پھیلے گا۔

لما فی البخاری: بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم أبی، ومعاذ بن جبل، إلی الیمن، فقال: " یسرا ولا تعسرا، وبشرا ولا تنفرا، وتطاوعا" فقال لہ أبو موسی إنہ یصنع بأرضنا البتع، فقال: "کل مسکر حرام" (جلد ۲ ص ۱۰۶۳)



۲۲۴۔۔۔صرف لوگوں کے ڈر، یا ان کے باتیں کرنے کی وجہ سے صحیح فیصلہ نہیں چھوڑنا چاہیے، بلکہ شریعت کے مطابق فیصلہ کرنا ضروری ہے، لوگ تو کسی کو اعتراض کیے بغیر نہیں چھوڑتے، انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین و اولیاء رحمہم اللہ وغیرہ سب پر اعتراض کیے گئے ہیں۔

لما فی صحیح البخاری:"بعث رسول الله و امر علیهم اسامة بن زید ،فطعن من امارته وقال:ان تطعنوا فی امارته فقد کنتم تطعنون فی امارة ابیه من قبله"(جلد۲ ص ۱۰۶۶)



۲۲۵۔۔۔معلوم ہوا کہ انسان کو اپنی استطاعت کے مطابق عمل کرنا چاہیے، لا یکلف الله نفساً الا وسعها.

لما فی صحیح البخاری:"عن جریر بن عبد الله قال بایعت النبی صلی الله علیه وسلم علی السمع والطاعة فلقننی فیما استطعت" (ق جلد۲ ص ۱۰۶۹)



۲۲۶۔۔۔امام بخاریؒ نے کتاب کی ابتداء "بدء الوحی " سے کی اور آخر میں "باب الاعتصام بالکتاب والسنة" قائم فرمایا ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے قرآن وسنت کی تبلیغ کی ہے، لہٰذا ان دونوں کو مضبوطی سے تھام لو، اور بالکل آخر میں "کتاب التوحید" ذکر فرمائی کہ اصل چیز تو ایمان ہے، اس کے بغیر کوئی عمل مقبول نہیں۔

کما بوب فی کتابه:"کتاب الاعتصام ،باب الاعتصام بالکتاب والسنة"(جلد۲ ص ۱۰۷۹)



۲۲۷۔۔۔دین کی ایسی نئی تحقیق کرنا کہ جس سے انسان اور مسلمان تنگی میں واقع ہوں، اس سے بچنا چاہیے، پگڑی کتنے گز کی ہو؟ بٹن کیسے ہوں؟ ٹوپی کیسی ہو؟ شریعت نے ہمیں

چھوڑ دیا ہے، لہٰذا ہمیں بھی اس میں لوگوں کو اور اپنے آپ کو اباحت پر چھوڑ دینا چاہیے، بلکہ فضول سوالوں سے احتراز بہتر ہے۔ "من حسن اسلام المرء ترکہ مالایعنیہ"

لما فی صحیح البخاری: "قال صلی اللہ علیہ وسلم دعونی ماترکتکم إنما هلك من كان قبلكم بسؤالهم واختلافهم على أنبيائهم." (جلد ۲ ص ۱۰۸۲)



۲۲۸۔۔۔آدمی کو بے تکلف زندگی گزارنی چاہیے، چلنا پھرنا، اٹھنا بیٹھنا، سب سادگی سے ہو، کیونکہ تکلف میں تکبر ہوتا ہے۔

"عن انس قال: کنا عند عمر، فقال: نهينا عن التكلف" (جلد ۲ ص ۱۰۸۳)



۲۲۹۔۔۔نبی کریم ﷺ کے افعال کی اقتداء کی جائیگی، مگر جو فعل جس درجے میں ثابت ہو، اسے اس درجے میں رکھا جائے، رسول اللہ ﷺ کے بعض افعال فرض کے درجے میں ہیں، بعض واجب، بعض سنت مؤکدہ، بعض نفل، بعض مباح اور بعض بیان جواز کے لیے جو کہ خلاف اولی ہیں، لہٰذا ہر عمل کو اس کے درجے میں رکھنا ضروری ہے۔

وقد بوب البخاری رحمه الله لذلك بابا مستقلا فی کتابه حیث قال: "باب الاقتداء بأفعال النبی ﷺ" (جلد ۲ ص ۱۰۸۴)



۲۳۰۔۔۔علماء کی موجودگی بڑی نعمت ہے، صرف کتابوں سے علم حاصل نہیں ہوتا، جب علماء نہ ہوں تو لوگ جاہلوں سے مسئلہ پوچھیں گے، فضلوا واضلوا۔

لما فی صحیح البخاری: عن عروة، قال: حج علینا عبد الله بن عمرو فسمعته یقول: سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول: "إن الله لا ینزع العلم بعد أن أعطاكموه انتزاعا، ولكن ينتزعه

منهم مع قبض العلماء بعلمهم، فيبقى ناس جهال، يستفتون فيفتون برأيهم، فيضلون ويضلون" (جلد ۲ ص ۱۰۸۴)



۲۳۱۔۔۔جب کسی کو مسئلہ معلوم نہ ہو تو خاموش رہنا چاہیے اور اپنی رائے سے نہیں بتانا چاہیے، یا جس کے پاس علم ہو، اس کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

لما فی صحیح البخاری:" فقلت یا رسول اللہ کیف أصنع فی مالی کیف اقضی فی مالی؟ فلم یجبنی بشیء حتی نزلت آیة المیراث" (جلد ۲ ص :۱۰۸۷)



۲۳۲۔۔۔کسی انسان کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے، کسی داڑھی مونڈے کو یا بے نمازی وغیرہ کو بھی، کیونکہ کیا خبر اس کے دل میں ایمان کی کیا کیفیت ہے؟ شاید اللہ اور رسول ﷺ کی محبت اس کے دل میں تم سے زیادہ ہو۔اور مرنے سے پہلے سچی توبہ کرکے اپنی اصلاح کرکے سیدھا جنت میں چلا جائے۔

لما فی صحیح البخاری :وکان النبی ﷺ قد جلده فی الشراب، فأتی به یوما فأمر به فجلد، فقال رجل من القوم :اللهم العنه، ما أكثر ما یؤتی به؟ فقال النبی ﷺ:" لا تلعنوه، فوالله ماعلمت إنه یحب الله ورسوله" (ق جلد ۲ ص ۱۰۰۲)

زاہد نگاہ کم سے کسی رند کو نہ دیکھ

کیا خبر اس کی نگاہ میں وہ ہے کہ تو پسند



۲۳۳۔۔۔جب انسان کے سامنے دو کام آجائیں، ایک آسان دوسرا مشکل، تو آدمی کو آسان راستہ اختیار کرنا چاہیے۔

لما فی صحیح البخاری :عن عائشة رضی الله عنها، قالت:" ما

خیر النبی صلی الله علیه وسلم بین أمرین إلا اختار أیسرهما ما لم یأثم، فإذا کان الإثم کان أبعدهما منه.(جلد ۲ ص ۱۰۰۳)



۲۳۴۔۔۔جنت کا سب سے شارٹ کٹ راستہ، جس میں گارنٹی بھی ہے، وہ صراط مستقیم ہے، جو اقصر الطرق، اقرب الطرق، اور اوسط الطرق ہوتا ہے۔



۲۳۵۔۔۔بعض دفعہ کم عمر والے لوگوں کو وہ صلاحیت عطا فرمائی جاتی ہے کہ بڑے بڑے مشائخ ان سے علم حاصل کرتے ہیں، اور یہ بھی اعلی مرتبہ کی بات ہے کہ بڑے مشائخ چھوٹوں سے علم حاصل کرنے میں شرم نہیں کرتے۔

وفی البخاری :عن ابن عباس، قال :کنت أقرء رجالا من المهاجرین، منهم عبد الرحمن بن عوف (جلد ۲ ص ۱۰۰۹)



۲۳۶۔۔۔بات کو صحیح نہ سمجھنے کی وجہ سے میں یہاں درس میں باہر کے کسی شخص کو بیٹھنے کی اجازت نہیں دیتا، سنتے کچھ ہیں، سمجھتے کچھ ہیں اور باہر جا کر نقل کچھ اور کرتے ہیں اور ہر سال یہ ہوتا ہے کہ طالب علم بات سنتے ہیں، جس میں کئی شرائط اور قیود ذکر ہوتی ہیں، وہ یہ سب چیزیں ہٹا دیتے ہیں، مطلق کو مقید اور مقید کو مطلق بناتے ہیں، پھر کہتے ہیں کہ استاد جی آپ نے یہ فرمایا تھا۔

لما فی صحیح البخاری :فقلت :یا أمیر المؤمنین لا تفعل، فإن الموسم یجمع رعاع الناس وغوغاء هم، فإنهم هم الذین یغلبون علی قربک حین تقوم فی الناس، وأنا أخشی أن تقوم فتقول مقالة یطیرها عنک کل مطیر، وأن لا یعوها، وأن لا یضعوها علی مواضعها، فأمهل حتی تقدم المدینة، فإنها دار الهجرة والسنة، فتخلص بأهل الفقه وأشراف الناس، فتقول ما قلت

استاذ محترم نے فرمایا

مقالتک، ویضعونها علی أهل العلم متمکنا، فیعی مواضعها .(جلد ۲ ص ۱۰۰۹)



۲۳۷۔۔۔اسلامی حکومت کے تحت ایک انسان دوسرے کو خبیث، زانی، ولوطی نہیں کہہ سکتا، کیونکہ اس کو اس پر بیّنہ پیش کرنا ہوگا، ورنہ کوڑے لگائے جائیں گے، جان، مال اور آبرو اسلامی حکومت میں محفوظ ہوتی ہے، اسی طرح ایک انگلی کے بدلے میں دس اونٹ، ایک دانت کے بدلے میں پانچ اونٹ دینے ہونگے۔

لما فی صحیح البخاری: حدثنا الأنصاری، حدثنا حمید، عن أنس رضی الله عنه" أن ابنة النضر لطمت جاریة فکسرت ثنیتها، فأتوا النبی ﷺ فأمر بالقصاص"(جلد ۲ ص ۱۰۱۸)



۲۳۸۔۔۔جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ حال ہے تو دوسرا یہ کیسے دعویٰ کر سکتا ہے کہ میں عالم الکل فی الکل ہوں۔

وفی صحیح البخاری :فقالوا :لایشهدلک علی هذا إلا أصغرنا أبوسعیدالخدری،فذهب بأبی سعیدالخدری، فقال عمر :أخفی هذاعلی من أمر رسول الله صلی الله علیه وسلم ألهانی الصفق بالأسواق یعنی الخروج إلی تجارة (جلد۲ ص ۱۰۹۲)



۲۳۹۔۔۔"وامرهم شوری بینهم" معلوم ہوا کہ مشورہ کرنا چاہیے اور مشورہ کیلئے خالی الذہن جانا چاہیے، آج کل پہلے سے متعین کرتے ہیں کہ میں یہ کروں گا اور "میں نہ مانوں"، "میں نہ مانوں" والی کیفیت ہوتی ہے۔قال تعالی

﴿فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾(آل عمران:۱۵۹)

وفی صحیح البخاری :ودعا رسول الله ﷺ علی بن أبی

طالب، وأسامة بن زيد رضى الله عنهم، حين استلبث الوحي، يسألهما وهو يستشيرهما في فراق أهله،(جلد ۲ ص ۱۰۹۴ !)



۲۴۰۔۔۔قرآن کریم کا پڑھنا پڑھانا، نصیحت حاصل کرنا آسان ہے مگر اس سے استنباط کرنا مشکل ہے، استنباط وہی کرسکتا ہے جس کے سامنے قرآنِ مجید کی تمام آیات ہوں، ساری احادیث سامنے ہوں، اجماعی مسائل کا علم ہو، اور قیاس صحیح اور فاسد کا علم ہو۔

وقال تعالیٰ:﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ﴾ (القمر:۱۷)

وفي سنن الترمذي:عن ابن عباس قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :من قال في القرآن بغير علم فليتبوأ مقعده من النار.

(جلد ۲ ص ۱۲۳ ق)



۲۴۱۔۔۔کسی جائز کام (مثلاً حلق) کو واجب قرار دینا جائز نہیں ہے، اور اس سے بہت خرابیاں پیدا ہوتی ہیں کہ کسی جائز کام کو دین کا شعار یا حکم شرعی بنادیا جائے۔عجیب بات یہ ہے کہ سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حلق کیا کرتے تھے (ومن ثم عاديت راسی) مگر جائز سمجھ کر، اور خوارج بھی حلق کیا کرتے تھے، مگر شعارِ دین سمجھ کر، پہلا جائز ہوا اور دوسرے کو گمراہی کی علامت قرار دیا گیا۔

لما في صحيح البخاري :عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال:" يخرج ناس من قبل المشرق، ويقرء ون القرآن لا يجاوز تراقيهم، يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية، ثم لا يعودون فيه حتى يعود السهم إلى فوقه" قيل ما سيماهم؟ قال:"سيماهم التحليق.أو قال:التسبيد"(جلد:۲ ص ۱۱۲۸)

الحمدللہ تعالیٰ آج رسالہ "معارف السنۃ من صحیح البخاری" بنام "استاد محترم

نے فرمایا'' اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے تکمیل کو پہنچا۔

فللہ الحمد والمنۃ اولا وآخرا

يَا مَنْ يَرَى مَدَّ البَعُوضِ جَنَاحَها فِي ظُلْمَةِ اللَّيْلِ البَهِيمِ الأَلْيَلِ

ويَرَى عُرُوقَ نِيَاطِهَا فِي نَحْرِها والمُخَّ فِي تِلْكَ العِظَامِ النُّحَّلِ

اغْفِرْ لِعَبْدٍ تَابَ مِنْ فَرَطَاتِهِ مَا كَانَ مِنْهُ فِي الزَّمَانِ الأَوَّلِ

(۴۰'' تفسیر الزمخشری ۱/۱۱۶)

اللهم صل وسلم دائما ابدا على حبيبك خير الخلق كلهم

هو الحبيب الذي ترجى شفاعته لكل هول من الاهوال مقتحم



